ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
22
www.tanzeem.org
3تا9 رمضان المبارک 1438ھ/30 مئی تا 5 جون 2017ء

روزہ اور تقویٰ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o﴾(البقرہ:183) ''اے ایمان والو!تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا' تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔'' گویا روزے کی مصلحت اور مدعا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنی اور مفہوم کو جان لینے سے یہ مصلحت اور حکم بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا۔''تقویٰ'' کے معنی ہیں''بچنا''۔قرآن مجید نے اس میں اصطلاحی مفاہیم پیدا کیے'یعنی اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچنا' حرام سے بچنا' معصیت سے بچنا' یہ تقویٰ ہے۔ ہمارے نفس کے بہت سے تقاضے ہیں مثلاً' پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔فرض کیجیے،کوئی حلال چیز کھانے کو نہیں ہے تو ایسے میں اگر کوئی مسلمان اس بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جائے تو حرام میں منہ مار بیٹھے گا۔لہٰذا اس میں ضبط کی عادت ڈالی جائے،تاکہ آخری حد تک بھوک پر قابو پانے میں کامیاب رہے۔اسی طرح پیاس کو کنٹرول میں لائے' شہوت کو کنٹرول میں رکھے۔ ساتھ ہی اُسے نفس کی اُن خواہشات پر قابو پانے کی مشق حاصل ہو جو دین کے منافی ہوں۔پس طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور تعلقِ زن و شو سے کنارہ کش ہونے کی جو مشق کرائی جاتی ہے'اس کا مقصد ضبطِ نفس ہے،یعنی ایک بندۂ مؤمن کو اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کے تقاضوں پر قابو پانے اور کنٹرول میں رکھنے کی مشق ہو جائے اور عادت پیدا ہو جائے......اب سوچیے،اگر آپ پورے تیس دن ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ کی حلال کردہ چیزیں اس لیے استعمال نہیں کر رہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی' تو اس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اور استعداد پیدا ہونی چاہیے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور منکرات سے بچ سکیں اور تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں۔لہٰذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

حمیت نام تھا جس کا گئی......

رمضان المبارک کے فضائل

مطالعۂ کلام اقبال

OBOR:تحفظات اور مضمرات

اس تیرگی میں......

روزہ دار کے لیے آفات

یادِ رفتگان

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمۂ قرآن کے پروگرام

الھدیٰ (758)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت مریمؑ کے پاس حضرت جبریلؑ کی آمد

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:16تا 18

وَاذۡكُرۡ فِی الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۖ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾

آیت ۱۶ ﴿وَاذۡكُرۡ فِی الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ﴿۱۶﴾﴾ ’’اور (اب) ذکر کیجیے اس کتاب (قرآن) میں مریم کا‘ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر ایک شرقی گوشے میں جا بیٹھی۔‘‘

حضرت مریم (سلام علیہا) نے اپنے لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر ہیکل سلیمانی کے مشرقی گوشے میں خود کو مقید کر لیا۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کے لیے اعتکاف کی کیفیت تھی۔

آیت ۱۷ ﴿فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۖ﴾ ’’تو اُس نے اپنے آپ کو ان سے پردے میں کر لیا۔‘‘

انہوں نے گوشے میں پردہ تان کر خلوت کا ماحول بنا لیا تاکہ یکسوئی سے اللہ کی عبادت کر سکیں۔

﴿فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا﴾ ’’پس ہم نے بھیجا اُس کی طرف اپنا ایک فرشتہ‘‘

یہاں پر روح بمعنی فرشتہ ہے۔ قبل ازیں تفصیلاً بیان ہو چکا ہے کہ فرشتہ بھی روح ہے‘ وحی بھی روح ہے‘ قرآن بھی روح ہے اور روحِ انسانی بھی روح ہے۔

﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾﴾ ’’تو اُس نے صورت اختیار کی اُس (مریم) کے سامنے ایک مکمل انسان کی۔‘‘

یعنی فرشتہ ان کے سامنے ایک مکمل انسان کی صورت میں نمودار ہوا۔

آیت ۱۸ ﴿قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾﴾ ’’مریم نے کہا: میں رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں تم سے اگر تم کوئی متقی شخص ہو۔‘‘

اچانک ایک مرد کو اپنی خلوت گاہ میں دیکھ کر حضرت مریم (سلام علیہا) گھبرا گئیں کہ وہ کسی بری نیت سے نہ آیا ہو۔ چنانچہ انہوں نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں‘ اور اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو‘ تمہارے دل میں اللہ کا کچھ بھی خوف ہے تو کسی برے ارادے سے باز رہنا۔

فرمان نبوی

روزہ چھوڑنے کا نقصان

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنۡ اَفۡطَرَ يَوۡمًا مِنۡ رَمَضَانَ مِنۡ غَيۡرِ رُخۡصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمۡ يَقۡضِ عَنۡهُ صَوۡمُ الدَّهۡرِ كُلِّهٖ وَاِنۡ صَامَهٗ)) (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری (جیسے کسی عذر) کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہو سکتی۔‘‘

تشریح: حدیث کا مدعا اور مطلب یہ ہے کہ شرعی عذر اور رخصت کے بغیر رمضان کا ایک روزہ دانستہ چھوڑنے سے رمضان مبارک کی خاص برکتوں اور اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص رحمتوں سے جو محرومی ہوتی ہے، عمر بھر نفل روزے رکھنے سے بھی اس محرومی اور خسران کی تلافی نہیں ہو سکتی، اگرچہ ایک روزے کی قانونی قضا ایک ہی دن کا روزہ ہے، لیکن اس سے وہ ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جو روزہ چھوڑنے سے کھو گیا...... پس جو لوگ بے پروائی کے ساتھ رمضان کے روزے چھوڑتے ہیں وہ سوچیں کہ اپنے آپ کو وہ کتنا نقصان پہنچاتے ہیں۔

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

مسلمانوں کی تاریخ عظیم الشان اور حیرت انگیز فتوحات سے بھری پڑی ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان شکست اور ہزیمت سے دوچار نہیں ہوئے بلکہ تاریخی سچ تو یہ ہے کہ ہمیں بعض مواقع پر نہ صرف شکست ہوئی بلکہ شرمناک اور ذلت آمیز صورت حال کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ بغداد جو مسلمانوں کی عظمت و سطوت کی داستانیں بیان کرتا ہے۔ منگولوں نے اُس کی کیسے اینٹ سے اینٹ بجائی؟ سانحۂ غرناطہ کو کون بھلا سکتا ہے اور فال آف ڈھاکہ تو کل کی بات ہے جب پینتالیس ہزار پاکستانی فوجیوں نے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ پھر یہ کہ مصری فوج اسرائیل سے بُری طرح شکست کھا گئی۔ لیکن تاریخ نے یہ منظر شاید کبھی نہ دیکھا ہو جو ہم مسلمانوں کو چند روز پہلے دیکھنا نصیب ہوا کہ وقت کی وہ سپر پاور امریکہ جو افغانستان، عراق، لیبیا اور شام میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے۔ جو فلسطینیوں سے زندگی اور اُن کے پاؤں تلے سے زمین کھینچنے والے اسرائیل کا کھلم کھلا اور اعلانیہ پشتیبان ہے جو کشمیریوں پر دن رات ظلم و ستم ڈھانے والے بھارت کو اپنا فطری حلیف اور دوست قرار دیتا ہے اور اُس کو خطے میں چودھری بنانا چاہتا ہے۔ جو کبھی یمن میں اور کبھی پاکستان میں ڈرون حملوں سے مسلمانوں کی ٹارگٹ کلنگ کرتا ہے۔ اُس امریکہ کو، عرب جسے گزشتہ صدی میں سعودی عرب کا نام دے دیا گیا تھا جہاں حرمین الشریفین واقع ہیں یعنی مکہ اور مدینہ ہیں جن کا نام سنتے ہی مسلمان کے سینے میں ٹھنڈ پڑ جاتی ہے جہاں کے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے ایک جنونی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اُس عرب ملک میں چون (54) اسلامی ممالک کے سربراہان حکومت کا اجتماع ہوتا ہے اور قاتل امریکہ کے صدر کو مرکزی اور خصوصی مہمان کی حیثیت سے شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اُس کا استقبال ایسا شاندار اور والہانہ ہوتا ہے کہ کتنی بھی لفاظی کر لی جائے اُس کا نقشہ کھینچنا آسان نہ ہوگا۔ صدر امریکہ سے ملاقات کے لیے کئی مسلمان ممالک کے سربراہ کو الگ الگ ملاقات کا موقع بھی دیا گیا اور صدر امریکہ نے اُن سے اجتماعی طور پر بھی خطاب کیا وہ انہیں چھوٹے بچوں کی طرح وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ مسلمانوں کے خون سے ازسرتاپا لتھڑے ہوئے امریکی حکمران کے ساتھ میزبان ملک نے سینکڑوں بلین ڈالر کے تجارتی معاہدے کیے کیونکہ مہمان صدر امریکہ نے اپنی انتخابی مہم کے دوران امریکیوں کے لیے لاکھوں نئی نوکریاں پیدا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور یہ اُس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک امریکہ کی واحد زندہ عسکری انڈسٹری کو تازہ خون مہیا نہ کیا جاتا۔ اور یہ بھی جان لیں کہ ارضِ مقدس سے پہلی بار براہِ راست اسرائیل پرواز گئی وہاں اُن کا سادگی سے استقبال ہوا۔ وزیراعظم اسرائیل اُنہیں اپنے چھوٹے سے گھر میں لے گئے اور انتہائی طنزیہ انداز میں کہا۔ This is our palace۔ آگے بڑھنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر زمانہ رفتہ پر نگاہ ڈال لیں۔ مسلمانوں نے جب سپین فتح کیا تھا تو وہاں کے غیر مسلم عیسائی باشندوں سے کیسا سلوک کیا تھا؟ اور سپین جب عیسائیوں نے مسلمانوں سے واپس لیا تو ایک مسلمان بھی زندہ نہ

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

3 تا 9 رمضان المبارک 1438ھ جلد 26
30 مئی تا 5 جون 2017ء شمارہ 22

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چھوڑا۔ بیت المقدس جب فاروق اعظم ؓ نے فتح کیا تو عیسائیوں سے کیسا سلوک کیا گیا اس کی بھی تاریخ سے گواہی لے لیں اور جب مسلمانوں سے چھینا گیا تو عیسائی جرنیل خود گواہی دیتا ہے کہ گھوڑوں کے گھٹنے خون میں ڈوب گئے تھے۔ تاریخ کی حیثیت آئینہ کی سی ہوتی ہے۔ اسے وقتی طور پر گدلا کیا جا سکتا ہے لیکن قوموں کا چہرہ دکھانے کے لیے وقت بالآخر اسے صاف کر دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ امت مسلمہ نہ سہی مسلمان ممالک کے یہ سربراہان خودفریبی پر کیوں تلے ہوئے ہیں۔ قصاب کبھی ڈربے کی تمام مرغیوں کی گردن پر ایک ہی بار چھری نہیں چلاتا۔ پھر یہ کہ بچ جانے والی مرغیاں اپنے بچ جانے پر شکر تو کرتی ہوں گی لیکن قصاب کو کبھی دوست نہیں سمجھتی ہوں گی۔

امریکہ عرب اسلامی سربراہی کانفرنس سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں کیوں منعقد کی گئی؟ اس کے مقاصد کیا تھے؟ ہم نہیں سمجھتے کہ اسے جاننے کے لیے کسی افلاطونی یا سقراطی فلسفہ سے مدد درکار ہوگی۔ سادہ سی بات ہے کہ سعودی عرب اور ایران کی پرانی کشیدگی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہی امریکہ اور مغرب کشیدگی میں اضافہ کا موجب بن رہے ہیں اور جلتی پر بڑی منصوبہ بندی سے تیل ڈال رہے ہیں۔ سعودی عرب تمام اسلامی ممالک کو اکٹھا کر کے دنیا خصوصاً امریکہ کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ یعنی سعودی عرب مسلمان ممالک کا لیڈر ہے مسلمانوں سے معاملات طے کرنے کے لیے امریکہ کو سعودی عرب سے بات کرنا ہوگی اور عالمی قوتوں کو پیغام دیا گیا کہ سعودی عرب کا دشمن ایران تنہا ہو چکا ہے۔ مسلمان ممالک کو بتایا گیا کہ ایران دہشت گردی کو سپورٹ کرتا ہے۔ دوسری طرف امریکہ کم از کم 110 بلین ڈالر کا اسلحہ بیچنے میں کامیاب ہو گیا۔ قارئین غور فرمائیں اور سازش کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں کہ ایران کو عربوں خصوصاً سعودی عرب کے سامنے تو ہوّا بنایا گیا۔ ایران کے خلاف امریکی حکومت اور امریکی اداروں میں زبردست مخالفانہ بیان بازی بھی ہوئی، تجارتی پابندیاں بھی لگائی گئیں لیکن امریکہ نے ایران کو بدی کا مرکز کہنے کے باوجود کبھی ایران کے خلاف ایک گولی نہیں چلائی۔ لہٰذا امریکہ اسلحہ بیچنے کے ساتھ ساتھ Divide and rule کی پالیسی کو مزید آگے بڑھانے میں کامیاب ہوا۔ حالات اگرچہ پہلے بھی سازگار نہیں تھے لیکن اب سعودی عرب ایران مفاہمت ممکن نظر نہیں آتی۔ دوسری طرف امریکہ ایران کے خلاف عملی طور پر کوئی ایسا قدم اٹھاتا نظر نہیں آتا اور اس دشمنی کو بیان بازی تک محدود رکھے ہوئے ہے۔ ایران بھی امریکہ کو بُرا بھلا تو بہت کہتا ہے شیطان بزرگ تک کہہ دیتا ہے۔ لیکن ایران اگر امریکہ کو حقیقی دشمن سمجھتا ہے اور اُسے خطرہ ہے کہ امریکہ اُسے عملاً کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے تو وہ جوہری معاہدہ جس سے ایران کی پسپائی کا تصور سامنے آیا وہ امریکہ کے منہ پر دے مارے۔ ہماری نظر میں امریکہ ایران دشمنی کے حوالے سے بہرحال دال میں کچھ کالا ہے۔ صدر ٹرمپ نے اس کانفرنس میں ایک انتہائی اہم بات کی کہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے ہمیں آوازمت دو۔ اپنے بندے خود مارو ہم سے اسلحہ خریدو تاکہ امریکی گلشن کا کاروبار چلے۔ اس سے اپنے بھائی کا سینہ چھلنی کرو لیکن ہمارے دامن پر داغ نہ لگے۔ اِسے ہماری کرامت تسلیم کرو۔

پاکستان کا امریکہ عرب سمٹ کانفرنس میں عجیب وغریب رول تھا۔ ہمارا وزیر خارجہ ہی نہیں، خارجہ پالیسی بھی نہیں ہے، گزرتے ہوئے واقعات خارجہ پالیسی خود ہی ترتیب دیئے جا رہے ہیں۔ وہ وزارت خارجہ جسے سجن جندال کے آنے کا پتہ چلا تھا، نہ جانے کا کچھ معلوم ہوا ہوگا۔ وہ کانفرنس سے پہلے زور وشور سے تیاریوں میں مصروف تھی۔ قوم کو بتایا گیا کہ امریکی صدر ٹرمپ سے ملاقات کا نادر موقع ہاتھ لگ سکتا ہے جس کے لیے محکمہ دن رات تیاریاں کر رہا ہے۔ وزیراعظم میاں نواز شریف کانفرنس سے خطاب بھی فرمائیں گے۔ اُن کا خطاب بڑی محنت سے تیار کیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق تقریر کی تیاریاں دوران سفر بھی جاری رہیں لیکن وہاں نہ ٹرمپ سے ملاقات ہو سکی، نہ تقریر کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ یہ سلوک وزیراعظم پاکستان سے کیوں ہوا؟ ہم اس پر حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے کہ وزیراعظم کے شاہی سعودی خاندان سے مثالی تعلقات ہیں جو شاید کسی دوسرے پاکستانی حکمران کے نہیں ہوں گے۔ لیکن ایک بات ہمیں کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ فرد ہو یا گروہ، یا کوئی قوم اور ملک ہو، اگر دوسروں سے مانگنا اُس کی سرشت میں شامل ہو جائے تو وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ وہ من مرضی نہیں کر سکتا۔ ایک طرح کی غلامی کا پٹہ ہوتا ہے جو اُس کی گردن میں پڑ جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ پاکستان کو کرنا کیا چاہیے؟ پاکستان کو اپنے معروضی حالات اور جغرافیائی ٹھکانے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اتحاد کے ساتھ چلنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے مشرق میں بھارت واقع ہے جو ہمارے وجود کا دشمن ہے اگر میاں نواز شریف بھارت کو راضی نہیں کر سکے تو اور کون کر سکے گا؟ لہٰذا ادھر سے مسلسل خطرہ ہے جو ٹالے نہیں ٹلے گا۔ شمال مغرب میں افغانستان ہے وہ بھی اگرچہ ماضی میں پاکستان کا کبھی دوست نہیں رہا سوائے افغان طالبان کے عہد کے۔ اب وہاں امریکہ قابض ہے جو پاکستان کو تو برداشت کر سکتا ہے ایٹمی پاکستان کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایٹمی صلاحیت کو ہی پاکستان کے تحفظ کا ذریعہ بنایا ہے۔ ایران جس کے ساتھ ہمارا نو سو نو (909) کلومیٹر طویل بارڈر ہے اور ماضی میں وہ ہمارا دوست رہا ہے، اُس کے خلاف اگر ہم کسی محاذ کا حصہ بن جائیں تو کہاں کہاں لڑیں گے؟ پہلے دو محاذوں سے بھارت اور امریکہ پاکستان کو بچ نکلنے کا کسی صورت موقع نہ دیں گے۔ ایران سے ایسا معاملہ کیا جا سکتا ہے کہ اس پر واضح کیا جائے کہ ہم باقی اسلامی دنیا سے الگ نہیں رہ سکتے لیکن ہم آپ (باقی صفحہ 15 پر)

رمضان المبارک کے فضائل

مولانا ذوالفقار احمد

''رمضان'' کا لغوی مفہوم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ:185)

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

رمضان کا لفظ رَمْضٌ سے نکلا ہے۔ اس کے لفظی معنیٰ ''تیزی اور شدت'' کے ہیں۔ جیسے......:

☆ عربی میں کہتے ہیں: رَمِضَ یَوْمُنَا اَیْ اِشْتَدَّ حَرُّهٗ کہ آج تو بہت گرمی ہے۔

☆ مسلم شریف کی ایک روایت ہے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں:

((شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ فِي الرَّمْضَاءِ)) (صحیح مسلم)

''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ نماز کے وقت میں بڑی گرمی ہے۔''

یہ وہ مہینہ ہے کہ گناہوں کی تپش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے آتا ہے۔ گویا رمضان کا لفظ اپنا معنیٰ خود بتا رہا ہے کہ لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے، ان گناہوں کی شدت سے آگ جل رہی تھی اور رمضان المبارک کا مہینہ اس آگ کی شدت کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

روزہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

روزہ کو عربی میں صـــوم کہتے ہیں۔ اس کا لغوی معنیٰ ہے: رُک جانا، ٹھہر جانا۔

☆ جب بی بی مریم علیہا السلام نے بولنا بند کیا تو قوم نے کہا کہ آپ بات کریں تو انہوں نے اشارہ سے کہا:

﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ (مریم:26)

''آج میں نے خدائے رحمٰن کے لیے ایک روزے کی منت مانی ہے۔''

ان کا یہ صوم کھانے پینے سے رُکنا نہیں تھا، بلکہ اس کا مطلب بولنے سے رُک جانا تھا۔

شرعی اصطلاح میں طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کو ''روزہ'' کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے روزہ کی تعریف یہ لکھی ہے:

''شریعت (کی اصطلاح) میں مخصوص وقت میں، مخصوص شرائط کے ساتھ، مخصوص چیزوں سے رُکنے کا نام روزہ ہے۔''

روزہ کی نیت کرنے کا وقت:

روزہ کے لیے نیت کا ہونا شرط ہے۔ چنانچہ اگر کوئی آدمی بغیر نیت کے بھوکا پیاسا رہے گا تو اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ چونکہ مومن کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے رمضان کے روزے رکھنے ہیں، اس لیے اس کی یہ نیت سارے رمضان کے لیے کافی ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ روزے کی نیت کرنے کا بہترین وقت وہ ہے جب پہلے روزے کو افطار کیا جائے۔ یعنی اسی وقت دل میں یہ نیت کر لی جائے کہ میں نے کل کا روزہ رکھنا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ رات کو کھانا پینا بند ہو جائے گا، نہیں! بلکہ سحری تک کھا پی سکتا ہے۔

رمضان المبارک پانے کے لیے مسنون دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ آجاتا تو نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ)) (مسند احمد)

''اے اللہ! رجب اور شعبان میں ہمیں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا۔''

آج بہت کم دوست ایسے ہیں جو رمضان المبارک سے ایک دو مہینے پہلے یہ دعا مانگنا شروع کر دیں۔ آپ ذرا اپنے دل سے پوچھیے کہ کتنے لوگوں نے یہ دعا مانگی تھی؟ افسوس کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت ختم ہوتی جا رہی ہے۔

رمضان المبارک کے لیے اتنا اہتمام......!!

ابن الفضلؒ مشہور تابعی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں رمضان المبارک کا اتنا اہتمام ہوتا تھا:

''ہم چھ مہینے اللہ رب العزت سے دعا مانگتے تھے کہ وہ ہمیں رمضان تک پہنچا دے اور جب رمضان المبارک گزر جاتا تھا تو چھ مہینے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم سے رمضان کو قبول فرما لے۔''

(المناہل الحسان لعبد العزیز السلمان: ج1، ص4)

پورے سال کا قلب:

حدیثِ پاک میں ہے کہ رمضان، پورے سال کا قلب ہے، اگر یہ درست رہا تو پورا سال درست رہا۔ اسی لیے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اتنی برکت کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔

قبولیتِ دعا کا اشارہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ رب العزت رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں جہنم سے جہنمیوں کو بری کرتے ہیں اور رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں اللہ رب العزت ہر مومن کی کوئی نہ کوئی دعا قبول فرما لیتے ہیں۔'' (مجمع الزوائد)

اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے کتنا مانگتے ہیں؟ قبولیت کا اشارہ دے دیا گیا ہے۔ ہمیشہ مانگنے والے کو اپنے دامن کے چھوٹے ہونے کا شکوہ رہا ہے، مگر دینے والے کے خزانے بہت بڑے ہیں۔

اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

یہ مانگنے والے پر منحصر ہے، جیسی فریاد کرے گا ویسا ہی انعام ملے گا۔ اللہ کے بندو! دنیا دار لوگ بھی فقیروں کے بھیس کا لحاظ رکھتے ہیں، اگر رمضان المبارک میں کوئی بندہ نیکوں کا بھیس بنا کر اللہ سے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کیوں لحاظ نہیں فرمائیں گے؟

عبادت کا مہینہ:

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ مہینہ تمہارے اوپر آچکا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات کی بھلائی سے محروم رہا وہ ہر طرح کی بھلائی سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہا ہے جو حقیقت میں محروم ہی ہو۔'' (سنن ابن ماجہ)

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو برکت کا مہینہ ہے، اس میں بھلائی ہی بھلائی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور رحمت نازل فرماتے ہیں اور خطائیں معاف کرتے ہیں، اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہاری باہمی رغبت کی طرف دیکھتے ہیں۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی)

نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کو تنافس کہتے ہیں۔ اس لیے ہر بندہ یہ کوشش کرے کہ میں زیادہ عبادت کرنے والا بن جاؤں۔ جیسے کلاس میں امتحان ہوتا ہے تو ہر بچے کی کوشش ہوتی ہے کہ میں فرسٹ آ جاؤں، اسی طرح رمضان المبارک میں ہماری کوشش یہ ہو کہ ہم زیادہ عبادت کرنے والے بن جائیں۔

عبادت کا مفہوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''مجھ سے ان کلمات کو کون حاصل کر کے ان پر عمل کرے گا یا کسی عمل کرنے والے کو سکھائے گا؟'' میں نے عرض کیا: اس کام کے لیے میں تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے پانچ کا ہندسہ بنا کر پانچ باتیں ارشاد فرمائیں، جن میں سے ایک یہ ہے: ''اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو، لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔''

(جامع ترمذی)

یاد رکھیں! عبادت صرف لمبے لمبے نوافل پڑھنے اور تسبیح پھیرنے کا نام ہی نہیں ہے، بلکہ اپنے جسم سے گناہوں کو چھوڑ دینے کا دوسرا نام عبادت ہے۔ ایسا بندہ اللہ رب العزت کو بڑا محبوب ہوتا ہے۔

روزہ داروں کا اکرام:

بخاری شریف کی روایت ہے:

''جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں، قیامت کے دن اس دروازے سے روزے دار ہی داخل ہوں گے، کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے، اس دروازہ سے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا اور اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح بخاری)

روزہ دار کے لیے دو خوشیاں:

بخاری شریف کی ایک روایت ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو روزہ کے سبب سے خوش ہوگا۔'' (صحیح بخاری)

ایک خفیہ معاہدہ:

روزہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ)) (صحیح بخاری)

''انسان کے ہر عمل کا بدلہ ہے، مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔''

چنانچہ باقی ہر قسم کی عبادت کا ثواب فرشتے لکھتے ہیں، مگر روزہ کے بارے میں فرشتے یہ لکھتے ہیں کہ اس نے روزہ رکھا۔ اس کا اجر اور بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود دے گا۔

اس میں ایک نکتہ ہے، اس کو خوب سمجھ لیں......اور وہ یہ کہ ہر دینے والا اپنے مقام کے مطابق دیتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر کوئی سائل آ کر مجھ سے مانگے تو میں اپنی حیثیت کے مطابق اسے ایک روپیہ دے دوں گا اور اگر وہی آدمی ملک کے کسی امیر آدمی سے مانگے تو وہ ایک روپیہ دیتے ہوئے شرمائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اسے ایک ہزار روپیہ دے دے اور اگر وہی آدمی سعودی عرب کے بادشاہ سے جا کر مانگے تو وہ ایک ہزار بھی دیتے ہوئے شرمائے گا، وہ اسے بہت بڑی رقم دے سکتا ہے۔

جب دنیا کے بڑے لوگ اپنے مقام اور حیثیت کے مطابق دیتے ہیں تو اس سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قیامت کے دن جب روزے کی عبادت کا اجر اللہ تعالیٰ دیں گے تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق عطا فرمائیں گے۔

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے الفاظ تو یہی ہیں، مگر اعراب میں فرق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے: ((اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أُجْزٰى بِهِ))

''روزہ میرے لیے ہے اور روزہ کا بدلہ بھی میں خود ہوں۔''

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ کے بدلے اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔

بے مثال اور بے ریا عبادت:

حدیث پاک میں آیا ہے:

((عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ))

(صحیح ابن حبان)

''تمہارے اوپر روزہ لازم ہے، کیونکہ اس کی کوئی مثل نہیں۔''

لہٰذا روزہ کے بارے میں دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔ ایک تو یہ کہ یہ بے مثال عبادت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ بے ریا عبادت ہے۔ روزہ میں ریا ہوتی ہی نہیں۔ آپ پوچھیں گے: وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ روزہ دار آدمی جب وضو کرتا ہے تو اس وقت کلی کرنے کے لیے منہ میں پانی ڈالتا ہے، اب اگر وہ آدھا پانی اندر لے جائے اور آدھا باہر نکال دے تو کسی کو کیا پتا چلے گا؟ پیاس ہونے کے باوجود جب وہ منہ میں گئے ہوئے پانی کو نکال دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے لیے روزہ رکھ رہا ہوتا ہے، ورنہ مخلوق کو کیا پتا؟ اور چونکہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اس لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ بھی میں خود ہوں۔

روزہ ڈھال ہے:

ایک حدیث پاک میں آیا ہے:

((اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ)) (صحیح بخاری)

''روزہ ڈھال ہے۔''

روزہ تین چیزوں سے ڈھال ہے:

1۔ نفس اور شیطان کے مکر وفریب سے ڈھال ہے۔ لہٰذا جس انسان کو خواہشات نفسانیہ تنگ کریں، روزہ اس کے لیے تیر بہدف علاج ہے۔ جو وساوسِ شیطانیہ میں ہر وقت گرفتار رہتا ہو، وہ ذرا بھوکا رہ کر دیکھے، جوانی کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔

2۔ دنیاوی پریشانیوں اور مصائب سے ڈھال ہے۔ اس لیے جو انسان کثرت کے ساتھ روزہ رکھنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ فرما دیں گے۔

3۔ قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے ڈھال ہوگا۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت:

حدیثِ پاک میں آیا ہے:

((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ))

(المستدرک علی الصحیحین)

''روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔''

روزہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے یہ شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! اس بندے کو اپنی رضا عطا فرما دیجیے اور قرآنِ مجید بھی شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا، اس لیے اس سے عذاب کو ہٹا دیجیے اور اس کو جنت عطا فرما دیجیے۔

نیکیوں کا سیزن:

آپ نے دنیا میں دیکھا ہو گا کہ مختلف کا

کاروباروں کے سیزن ہوتے ہیں۔ جب کسی چیز کا سیزن ہوتو تاجر اپنے آپ کو ہر طرف سے فارغ کر کے سیزن کماتا ہے۔ اس کو پتا ہوتا ہے کہ میں چند مہینے کام کروں گا اور اس کا نفع پورا سال مجھے فائدہ دے گا۔ رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کے سیزن کے مانند ہے۔ اس لیے اس مہینہ میں ہمارے مشائخ خوب ڈٹ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

مغفرت کا موسم:

موسموں میں ایک بہار کا موسم بھی ہوتا ہے۔ جب وہ موسم آتا ہے تو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، پھول ہی پھول نظر آتے ہیں، ان کی خوشبو سے فضا معطر رہتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ مغفرت کا موسم ہے۔ اس میں اللہ رب العزت بندے کی مغفرت کا منظر سجاتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے کے لیے پانی کے اندر مچھلیاں، بلوں کے اندر چیونٹیاں اور ہوا کے اندر پرندے مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ روزہ دار آدمی اللہ رب العزت کو اتنا پسند ہے کہ اس کا سونا بھی عبادت ہے۔ جب وہ سانس لیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا اجر و ثواب دیا جاتا ہے اور افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

ویسے بھی دستور یہ ہے کہ اگر آپ کسی آدمی کو مزدوری کے لیے اپنے گھر لائیں، وہ سارا دن پسینہ بہائے اور شام کے وقت گھر جاتے ہوئے آپ سے مزدوری مانگے تو آپ اس کی مزدوری کبھی نہیں روکیں گے، حالانکہ ہمارے اندر کتنی خامیاں ہیں؟ بغض ہے، کینہ ہے، حسد ہے، بخل ہے، لیکن جو ہمارے اندر تھوڑی سی شرافت نفس ہے، وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ جس بندے نے سارا دن محنت کی ہے، ہم اس کو شام کے وقت مزدوری دیے بغیر خالی بھیج دیں۔ اگر ہمارا دل یہ نہیں چاہتا تو جس بندے نے اللہ کے لیے بھوک اور پیاس برداشت کی اور افطاری کے وقت اس نے مزدوری مانگی تو کیا اللہ تعالیٰ مزدوری دیے بغیر اس کو ٹرخا دیں گے؟

اعمال میں جمعیت حاصل کرنے کا سنہری موقع:

حضرت مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک انسان کے آنے والے سال کا ایک نمونہ ہوتا ہے۔ اس لیے جس بندے نے جمعیت کے ساتھ رمضان المبارک گزارا، اس کا آنے والا سال بھی جمعیت کے ساتھ گزرے گا اور جس کا رمضان المبارک تفرقہ کے ساتھ گزرا، اس کا آنے والا سال بھی تفرقہ کے ساتھ گزرے گا۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ مجھے تہجد کی پابندی نصیب ہو، وہ رمضان المبارک میں پورا مہینہ تہجد کی پابندی کر لے، آنے والے سال میں اللہ رب العزت اپنی مدد فرمائیں گے اور اس کو تہجد کا دوام عطا فرما دیں گے۔

اگر کسی کو یہ شکوہ ہے کہ میری آنکھ میرے قابو میں نہیں ہے تو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔ پورا رمضان المبارک اپنی نظروں کی حفاظت کرلے تو اللہ رب العزت اسے آئندہ پورے سال میں نگاہوں پر کنٹرول عطا فرما دیں گے۔

اسی طرح جو آدمی جھوٹ سے نہیں بچ سکتا، وہ پورے رمضان المبارک میں جھوٹ سے بچے، اللہ رب العزت اسے آنے والے سال میں جھوٹ سے محفوظ فرما دیں گے۔

پورا رمضان المبارک باقاعدگی سے تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ آنے والے سال میں باقاعدگی سے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کے بابرکت لمحات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

پریس ریلیز 26 مئی 2017ء

مسلمان ممالک کو اسلام دشمن قوتوں کے خلاف متحد اور منظّم ہونا چاہیے

پہلے قیصر و کسریٰ میں مقیم غیر مسلم حکمران مسلمان حکمرانوں سے اور آج پُرتعیش محلات میں مقیم مسلمان حکمران غیر مسلم حکمرانوں کے خوف سے کانپ رہے ہیں

حافظ عاکف سعید

مسلمان ممالک کو اسلام دشمن قوتوں کے خلاف متحد اور منظّم ہونا چاہیے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ریاض میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں امریکہ کو مدعو کرنا اور صدر امریکہ کو مرکزی اور امتیازی حیثیت دینا انتہائی افسوسناک ہے۔ اس کانفرنس نے یہ تاثر دیا ہے کہ یہ اہل سنت ممالک کی کانفرنس تھی اور شیعہ ممالک خصوصاً ایران کو تنہا کیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ از سرتا پا مسلمانوں کی خونریزی میں ملوث ہے۔ اُس نے افغانستان اور عراق میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ امریکہ چاہے گا کہ مسلمان فرقہ وارانہ بنیادوں پر باہم لڑتے رہیں اور وہ آسانی سے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کر سکے۔ اُنہوں نے کہا کہ سعودی عرب نے امریکی وار انڈسٹری کو جو 110 بلین ڈالر دیئے ہیں وہ مسلمانوں ہی کے خلاف استعمال ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام کے سنہری دور میں جب مسلمانوں کے حکمران سادہ طرز زندگی اختیار کیے ہوئے تھے تو قیصر و کسریٰ میں مقیم غیر مسلم حکمرانوں پر اُن کا خوف طاری تھا۔ آج مسلمانوں کے حکمران اربوں ڈالر سے تعمیر کردہ اپنے محلات میں عیسائیوں اور یہودیوں کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر ہم نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی جاری رکھی تو ذلت و رسوائی ہی ہمارا مقدر رہے گی اور ہم دنیوی اور اُخروی لحاظ سے خسارے میں رہیں گے۔ حقیقت میں ہماری عزت اسلام سے وابستہ ہے اچھے مسلمان ہی اس دنیا میں بھی عزت و احترام سے دیکھیں جائیں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کلیم اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔ یہ الفاظ ایک مہتمم بالشان نبی اور رسول ہونے کے ناطے ان کی یگانہ روزگار حیثیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں تیسرے پارے کے آغاز میں اولوالعزم رسولوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ (یہ رسولوں (علیہم السلام) کی مقدس جماعت ہے جس میں (بھی) ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے)۔ اس کے بعد سابقہ انبیاء و رُسل علیہم السلام کے زُمرہ میں جس فضیلت کا ذکر آیا ہے وہ یوں ہے: مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ (ان میں وہ بھی ہے جس سے اللہ نے باتیں کی ہیں)۔ نبوت کی اس شان کا ذکر کر کے علامہ اقبال نے 'کلیمی' کی اصطلاح ـــــ وحی آسمانی، آسمانی ہدایت، تجرباتی علوم کے ماہرین اور فلاسفہ کے بالمقابل انسان کے فطری، حقیقی اور خالق کائنات کی طرف سے عطا کردہ علم و حکمت اور دانائی و گہرائی کے لئے استعمال کی ہے۔ یہی نہیں، اس کے بعض طبع زاد مرکبات بھی ابلاغ کے لیے استعمال کیے جو اُن کے حسنِ ذوق کی دلیل ہے مثلاً حکمتِ کلیمی، حکمتِ فرعونی، ضربِ کلیم، عصائے موسیٰ وغیرہ۔ ایک جگہ فرمایا ہے: ''عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد'' گویا آسمانی ہدایت کو عام کرنے کے لیے ایک عصا کی ضرورت کسی وضاحت اور خارجی دلیل کی محتاج نہیں۔

1 حکمتِ کلیمی

1 تا نبوّت حکمِ حق جاری کند | پشتِ پا بر حکمِ سلطان می زند

نبوت جب منشائے خداوندی کا علی الاعلان افشا کرنے لگتی ہے تو (نبوت کا) یہ اقدام وقت کے سلطان کے خودساختہ، انسان دشمن اور اخلاق دشمن شاہی فرامین کو لات مارنے کے برابر ہوتا ہے۔

2 در نگاہش قصرِ سلطان کہنہ دیر | غیرتِ او برنتابد حکمِ غیر

اس کی نگاہ میں قصرِ سلطانی ایک بتخانے کی طرح ہوتا ہے (جہاں بادشاہ بڑا بت اور اس کے وزراء چھوٹے بتوں کی حیثیت سے ہوتے ہیں)۔ اس کی غیرت غیر اللہ کا اقتدار دیکھ نہیں سکتی۔

3 پختہ سازد صحبتش ہر خام را | تازہ غوغاے دہد ایّام را

نبی کے پختہ کردار اور خداشناس رویوں سے عام انسانوں کی بھی کردار سازی ہو جاتی ہے اور یوں وہ جلد ہی عوام کو ایک نیا جوش اور ولولہ عطا کر دیتا ہے۔

4 درسِ او اللہ بس باقی ہوس | تا نیفتد مردِ حق در بند کس

اس کا پیغام یہی ہوتا ہے کہ اللہ کافی ہے اور غیر اللہ کی طرف رجوع محض ہوس (دنیوی) ہے تا کہ کوئی مردِ حق غیر اللہ کے دام میں نہ آ سکے۔

5 از نمِ اُو آتش اندر شاخِ تاک | در کفِ خاک از دمِ او جانِ پاک

اسی پیغام کا یہ اثر ہوتا ہے کہ انگور کی شاخ میں آگ بھر جاتی ہے اور مشتِ خاک (انسان) میں حقیقی زندگی اور حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔

1۔ روئے ارضی پر خالق کائنات نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے اور وہی انسانوں کی رہنمائی کے لیے نبی بھیجتا رہا ہے۔ ایک نبی (علیہ السلام) اور دوسرے نبی/رسول (علیہ السلام) کے وقفے کے دوران شیطان انسانوں کے دل میں وسوسہ اندازی کر کے من مانی کرنے، لوگوں کے حقوق غصب کرنے اور حکمران بن کر خدائی کا دعویٰ کرنے کی سوچ پیدا کرتا آ رہا ہے۔ لہٰذا جب نبی آ کر کسی مطلق العنان سلطان یا بادشاہ کے سامنے حق کی بات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے تو اس سے بادشاہ کی جھوٹی خدائی پر لات پڑتی ہے اور اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔

2۔ نبی (علیہ السلام) کی نگاہ میں غیر اللہ کی کوئی حیثیت اور وقعت نہیں ہوتی۔ بے جان بُت ہوں یا شاہی کروفر اور مسلح افواج کے ساتھ بادشاہ، اس کی نگاہ میں دونوں برابر ہوتے ہیں۔ اور اس کی غیرتِ حق شاہی دربار اور ٹھاٹھ باٹھ کے پردے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی بجائے 'انسانی' خدائی کو گوارا نہیں کرتی۔

3۔ نبی (علیہ السلام) کا یوں بادشاہوں سے بے باکانہ انداز خطاب محکوم اور دبے ہوئے عوام میں بھی جذبہ پیدا کر دیتا ہے اور نبی پر ایمان لانے والے عام لوگ بھی اس جرأتِ ایمانی کے زیر اثر اپنے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پاتے ہیں اور یہ بات مشت خاک سے بڑھ کر آندھی اور طوفان کی شکل اختیار کرتی نظر آتی ہے۔

4۔ نبی (علیہ السلام) کی تعلیمات خالق کائنات کی طرف متوجہ کرنے کی دعوت دیتی ہیں کہ لوگ حقیقی مالک اور حقیقی بادشاہ کی طرف لوٹیں، اللہ کے دامن رحمت میں آ جائیں۔ اس دعوت سے لوگ مغرور اور خودسر حکمرانوں کے چکر میں آنے کی بجائے اپنے ربّ کی پہچان اور معرفت حاصل کرتے ہیں۔

5۔ اس کی تعلیمات سے عام انسانوں میں بھی ایک جذبہ اور حق کے لیے فدائیت جنم لیتی ہے کہ کمزور بدن اور محکوم انسانوں میں آزادی کا جذبہ اور خداشناسی کی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔

OBOR اور CPEC جیسے منصوبوں کے ساتھ ساتھ چائنہ کو اپنی بھرپور عسکری قوت کو بھی ظاہر کرنا ہوگا ورنہ امریکہ اور اس کے انڈیا جیسے اتحادی ان منصوبوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے: ایوب بیگ مرزا

جس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ان کی ثقافت بھی آئی تھی، اسی طرح چائنہ آئے گا تو اس کے بُرے اثرات ہماری سول سوسائٹی، ثقافت اور معاشرے پر بھی ہوں گے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

OBOR: تحفظات اور مضمرات کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: OBOR کیا ہے اور چین کو اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: چائنہ اس وقت دنیا میں اُبھرتی ہوئی ایک اقتصادی قوت ہے۔ اس وقت کسی بھی ملک سے زیادہ زرمبادلہ کے ذخائر چین کے پاس ہیں۔ یعنی چینی اقتصادی حوالے سے دنیا پر چھا گئے ہیں، تقریباً دنیا کے تمام ممالک سے ان کی تجارت چل رہی ہے۔ موجودہ چینی صدر کا جو ویژن ہے اس کے مطابق انہوں نے 6 روٹس کی نشاندہی کی ہے۔ ان روٹس کے ذریعے وہ ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بہت سے ممالک میں اپنی مصنوعات کو پہنچائیں گے اور یہ سب یکطرفہ نہیں ہے جیسے روس کے ٹوٹ جانے کے بعد امریکہ کا ایک نیو ورلڈ آیا تھا کہ اب دنیا یونی پولر ہوگئی ہے بلکہ چائنہ نے اپنی ٹریڈ کے ذریعے سے اپنی پہنچ کو بڑھانے کے لیے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کو آن بورڈ لینے کی کوشش کی ہے، جن کی دنیا میں کوئی سنتا نہیں تھا۔ یعنی ان کو اہمیت دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ امریکہ چائنہ کی اقتصادی قوت سے خائف تھا اور وہ چائنہ کنٹینمنٹ پالیسی (چین کا گھیراؤ) پر عمل کر رہا تھا۔ اس کے لیے امریکہ نے چین کے اردگرد مختلف ممالک میں اپنی موجودگی بڑھائی اور اپنے بحری بیڑے سمندروں میں اُتارے تاکہ چائنہ کو محصور کیا جائے۔ لیکن بجائے اس کے کہ چائنہ امریکہ کے مقابلے میں آتا، اُس نے بڑے آرام سے اور بڑے دھیمے انداز میں اعلان کیا کہ ہم ون بیلٹ ون روڈ کے ذریعے تمام ممالک سے اقتصادی رابطے بڑھائیں گے۔ اس کے لیے ہم سڑکیں بنائیں گے، ریلوے ٹریک بچھائیں اور سمندری راستے بھی استعمال کریں گے۔ جس طرح ہمارے ہاں سی پیک بڑا مشہور روٹ ہے جو آپ کو خلیج فارس سے لے کر کاشغر تک پہنچا دیتا ہے۔ یعنی 25 ہزار کلومیٹر کا طویل فاصلہ جو سمندری راستے میں 45 دنوں میں طے ہوتا تھا وہ اب سمٹ کر صرف 2 ہزار کلومیٹر رہ گیا جس کے ذریعے صرف 10 سے بارہ دنوں میں چائنہ کی مصنوعات گوادر پہنچ جائیں گی اور یہاں سے تیل وہاں پہنچ جائے گا۔ اسی طرح ان کے باقی پانچ روٹس اور ہیں جن میں سے ایک ریل لنک ہے جو ٹرانس رشیا اور یورپ تک

مرتب: محمد رفیق چودھری

پہنچا دیں گے۔ ان میں سے ایک روٹ ترکی کے ذریعے بھی ہے۔ تو یہ چائنہ کی ایک دھیمی سٹرٹیجی ہے جس کے ذریعے انھوں نے امریکہ کی چائنہ کنٹینمنٹ پالیسی کو توڑ کر اپنے لیے راستے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں زیادہ فائدہ تو چائنہ کو پہنچے گا لیکن انھوں نے دوسرے ممالک کو بھی مراعات دی ہیں اور وہ بھی فائدہ اُٹھائیں گے۔ دوسرے ممالک نے بھی اس میں دلچسپی لی ہے۔ ابھی حال میں چائنہ میں 28 ممالک کے سربراہان کی کانفرنس ہوئی ہے۔ بہرحال یہ چائنہ کی ضرورت بھی تھی لیکن اصل میں انہوں نے امریکہ کی ملٹری مائٹ کا ایک انداز سے توڑ کرنے کی کوشش کی ہے۔

سوال: OBOR میں کون کون سے ممالک شامل ہیں ان ممالک کے شامل ہونے کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: چائنہ نے اس OBOR منصوبے میں تین بڑے براعظم، ایشیا، افریقہ اور یورپ کے بڑے بڑے ممالک کو شامل کیا ہے۔ تقریباً 68 ممالک نے اس معاہدے پر باقاعدہ دستخط کر دیے ہیں۔ ایشیا میں سب سے اہم پاکستان ہے، اس کے بعد سری لنکا، بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، ملائیشیا اور انڈونیشیا بھی اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح براعظم افریقہ میں صومالیہ، کینیا اور اتھوپیا کو لیا ہے بلکہ وہ خود شامل ہوئے ہیں۔ چائنہ کی پکار تو ساری دنیا کے لیے ہے۔ اسی طرح یورپ کے کئی ممالک غیر متوقع طور پر اس میں شامل ہوئے ہیں جن میں یونان، اٹلی، سپین بلجیم اور ہالینڈ شامل ہیں۔ چائنہ کی کھلی آفر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے سفارتی سطح پر بہت کوشش کی ہے کہ انڈیا بھی اس میں آ جائے لیکن انڈیا اس میں نہیں آیا۔

سوال: جو ممالک OBOR میں شامل نہیں ہوئے اس کی وجہ کیا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: چائنہ کی مصنوعات بہت پہلے سے دوسرے ممالک میں جا رہی تھیں لیکن OBOR بنیادی طور پر امریکہ کی چائنہ کنٹینمنٹ پالیسی کا جواب ہے جس کے ذریعے دیگر بھی کئی مقاصد کا حصول متوقع ہے۔ ایک تو چائنہ تک انرجی بہت جلد پہنچ جائے گی اور اس کی مصنوعات بھی دنیا میں جلدی پہنچیں گی۔ اس کے علاوہ چائنہ کی آبادی بھی بہت زیادہ ہے اور وہ آبادی کے اس پوٹینشل کو استعمال کرتے ہوئے باہر نکلے گا۔ اس طرح چائنہ ایک نئے انداز میں دنیا میں اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہا ہے۔ امریکہ اور یورپ والے بھی چائنہ کی اس پالیسی کو سمجھ رہے ہیں اور وہ اب انتظار میں ہیں کہ اس پالیسی کا توڑ کس طرح کیا جائے۔ لہٰذا وہ دیکھو اور انتظار کرو کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ اس لیے وہ اس میں شامل نہیں ہوئے۔ امریکہ نے بھی اس کے بارے میں کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ چائنہ نے انڈیا کو بھی شامل کرنے کی کوشش کی لیکن انڈیا ایک تو اس وقت امریکہ کا اتحادی ہے اور دوسرا اس نے یہ اعتراض گھڑا ہے

کہ سی پیک گلگت بلتستان سے گزر رہا ہے جو کہ متنازعہ علاقہ ہے۔ اسی طرح دیگر جو ممالک شامل نہیں ہوئے ان کی بھی اپنی اپنی وجوہات ہوں گی، یا تو وہ امریکہ کے زیر اثر ہوں گے یا پھر ان کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا۔ لہٰذا ان کی کوشش ہوگی کہ اس منصوبہ کو کسی طرح ناکام بنایا جائے۔

ایوب بیگ مرزا : امریکہ نے اس وقت سے چائنہ کو ٹارگٹ کیا تھا جب چائنہ بڑی تیزی سے اقتصادی ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا تھا۔ بالآخر امریکہ نے چائنہ کو محصور کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کی اقتصادی ترقی کو مزید بڑھنے سے روکا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایشیا کے دوسرے ممالک کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ پاکستان تو امریکہ کے دام میں نہ آیا لیکن انڈیا جو اس حوالے سے کچھ عرصہ سے تذبذب میں تھا اب وہ کھل کر امریکہ کی گود میں جا بیٹھا اور امریکہ کی چائنہ کنٹینمنٹ پالیسی کو آگے بڑھانے لگا۔

سوال : جب چین کے صدور انڈیا جاتے ہیں تو وہ وہاں بہت سارے معاہدے کرتے اور سرمایہ کاری بھی کرتے ہیں جس کو انڈیا میں بہت سراہا بھی جاتا ہے لیکن جب چائنہ سی پیک کی بات کرتا ہے تو انڈیا ڈٹ کر اس کے مقابلے میں آ جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا : اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ بھارت نے پاکستان کے وجود کو دل سے کبھی قبول کیا ہی نہیں اور کیونکہ سی پیک کا سب سے زیادہ فائدہ پاکستان کو ہوگا، اس لیے کہ 124 بلین ڈالرز میں سے 43 بلین ڈالرز پاکستان کو مل رہے ہیں۔ یعنی پاکستان اس منصوبے کا بڑا اہم ترین اور مرکزی کردار ہے لہٰذا انڈیا اپنا فائدہ سوچنے کی بجائے پاکستان سے دشمنی کے بارے میں سوچ رہا ہے کہ میں پاکستان کو اس معاملے میں کس طرح نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ امریکہ اور بھارت دونوں جانتے ہیں کہ اقتصادی ترقی عسکری ترقی کی بنیاد ہوتی ہے۔ لہٰذا انڈیا کو نظر آ رہا ہے کہ اس منصوبے سے پاکستان اقتصادی لحاظ سے ایک مستحکم ملک بن جائے گا اور اس کا منطقی نتیجہ اس کی عسکری قوت میں اضافہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انڈیا اس معاملے میں پاکستان کی دشمنی میں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : انڈیا کی پاکستان دشمنی کی وجوہات نفسیاتی ہیں۔ اس بناء پر اس کا امریکہ کے ساتھ گٹھ جوڑ اتنا مضبوط ہے کہ جب چائنہ نے انڈیا کے ساتھ متنازعہ بارڈر میں اپنی فوجیں داخل کیں تو اس وقت بھی امریکہ اس کی مدد کو آیا اور اس نے پاکستان کو روکے رکھا کہ کشمیر میں فوجیں داخل نہ کرے، بعد میں وہ مسئلہ کشمیر کو حل کروا دے گا۔ لیکن آج تک حل نہیں کروایا۔ اب انڈیا اسی احسان کو لوٹا رہا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اصل میں امریکہ اور بھارت فطری اتحادی ہیں۔ یعنی دونوں کی پالیسی اینٹی اسلام اور اینٹی مسلمان ہے۔ دونوں مسلم کش پالیسی رکھتے ہیں۔ لہٰذا جب وہ پاکستان کے خلاف کوئی اقدام کرتے ہیں تو ان کی فطرت مل جاتی ہے کیونکہ پاکستان نہ صرف یہ کہ اسلامی ملک ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ واحد اسلامی ریاست ہے جو ایٹمی طاقت بھی ہے۔ لہٰذا یہ خطرہ اسرائیل تک جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسرائیل، امریکہ اور انڈیا پاکستان کے فطری دشمن بن جاتے ہیں۔

سوال : کیا امریکہ OBOR کو کامیاب ہونے دے گا؟ امریکہ OBOR کی مخالفت کیوں کرے گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : یہ ملکوں کے تعلقات بالکل شطرنج کے کھیل کی طرح ہوتے ہیں۔ چائنہ نے فی الحال ون بیلٹ ون روڈ منصوبے کا اعلان کر کے امریکہ کو اس بازی میں مات دے دی ہے۔ کیونکہ امریکہ سوچ رہا تھا کہ چائنہ امریکہ کی چائنہ کنٹینمنٹ پالیسی کا جواب ملٹری سے دے گا لیکن چائنہ نے اس کو کوئی عسکری جواب دینے کی بجائے بڑے آرام سے یہ منصوبہ شروع کر دیا۔ اب اگر امریکہ براہِ راست اس کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اخلاقی طور پر کمزور پوزیشن میں چلا جائے گا۔ لہٰذا وہ اب چالیں سوچ رہا ہوگا کہ چائنہ کے اس منصوبے کو کس طرح روکا جائے۔ فی الحال تو اس نے یورپین ممالک کو اس منصوبے سے دور رکھا ہے۔ لیکن بہر حال وہ اس کی مخالفت ضرور کرے گا کیونکہ اس منصوبے سے امریکہ کا دنیا میں اثر و رسوخ کافی متاثر ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا : امریکہ کے دنیا میں اثر و رسوخ کا زیادہ تر باعث اقتصادیات ہی ہے۔ وہ IMF، ورلڈ بینک اور دیگر اقتصادی اداروں کے ذریعے دنیا کو کنٹرول کرتا ہے۔ پاکستان سب سے زیادہ انہی ذرائع سے کنٹرول ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا ملک اس پوزیشن میں آ جاتا ہے کہ وہ کم شرح سود اور آسان قسطوں پر کمزور اور غریب ممالک کو قرضے دیتا ہے تو ظاہر ہے سارے ممالک اس کی طرف لپکیں گے اور امریکی اثر و رسوخ کم ہوگا۔ اس منصوبے میں بہت سے ترقی پذیر ممالک اپنی معیشت کی وجہ سے شامل ہوئے ہیں کیونکہ انہیں 2% سود پر قرضے ملیں گے۔ اس طرح دنیا کے جو تین چوتھائی ممالک ورلڈ بینک اور IMF سے چھٹکارا حاصل کریں گے وہ دراصل امریکی اثر و رسوخ سے بھی چھٹکارا ہوگا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : امریکی اقتصادیات کا بڑا ذریعہ عسکری ہتھیار ہیں۔ وہ اسی میں ریسرچ کرتے ہیں اور اسی کو وہ پروان چڑھاتے ہیں۔ روس کو توڑنے کے بعد اب امریکہ کی پالیسی یہی تھی کہ ملکوں کو آپس میں لڑائیں اور اسلحہ بیچیں۔ یا دوسری طرف وہ IMF اور ورلڈ بینک وغیرہ جیسے مالیاتی اداروں کو کنٹرول کرتا تھا اور اپنی شرائط پر دوسرے ممالک کو قرضے دلواتا تھا۔ اس کا تیسرا ذریعہ پیٹرو ڈالر تھا کیونکہ اس نے بین الاقوامی سطح پر یہ قانون منوالیا تھا کہ تیل کی تجارت صرف ڈالرز میں ہوگی۔ چائنہ نے اس کا توڑ اس طرح کیا ہے کہ وہ ون بیلٹ ون روڈ منصوبے کے بہانے پسماندہ ممالک کو آسان شرائط پر قرضے دے گا جس سے ان کا انفراسٹرکچر مضبوط ہوگا اور وہ IMF اور ورلڈ بینک کے چنگل سے نکلنے کی کوشش کریں گے جبکہ یہ بات بھی امریکی مفاد کے خلاف جائے گی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روس کا صدر پیوٹن جو موقع کی تلاش میں تھا کہ وہ امریکہ کے مقابلے میں آئے اس لیے وہ بڑا سرگرم پارٹنر بن کر اس منصوبے میں شریک ہوا ہے۔ خاص طور پر یورپ میں جو ریلوے لائن اور سڑکیں جائیں گی وہ روس کے تھرو جائیں گی اور لینڈ لارڈ ممالک کو اس منصوبے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لہٰذا اب امریکہ کو دنیا پر اپنا غلبہ برقرار رکھنے کے لیے کوئی نئی حکمت عملی بنانا پڑے گی۔

سوال: اس منصوبے کی کامیابی کا بڑا انحصار سکیورٹی پر ہوگا جیسے سی پیک کے منصوبے کے لیے پاکستان نے ایک ڈویژن فوج تعینات کر دی ہے۔ ون بیلٹ ون روڈ کا منصوبہ تین براعظموں کو ملا رہا ہے وہاں کے سارے نیٹ ورک کی سکیورٹی کی ذمہ داری کس کی ہوگی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : جس طرح سی پیک کے منصوبے پر پاکستان اور چائنہ نے سکیورٹی فراہم کی ہے۔ اسی طرح جن جن ممالک سے یہ منصوبہ گزرے گا وہ ممالک ان روٹس کی سکیورٹی کے ذمہ دار ہوں گے لیکن ان تمام روٹس پر چائنہ کی اپنی سکیورٹی اور نگرانی بھی ہوگی اور اس کے لیے وہ پورے انتظامات کر رہے ہیں۔ سکیورٹی کے حوالے سے زیادہ مشکلات سمندری روٹس میں پیش آ سکتی ہیں کیونکہ اکثر سمندروں میں امریکن بیسز قائم ہیں۔ اس لیے ان روٹس کی سکیورٹی کا چائنہ کو خاص انتظام کرنا پڑے گا اور یقیناً اس کے لیے وہ سوچ رہے ہوں گے۔

سوال: OBOR ایک انتہائی اہم منصوبہ ہے۔ آپ کو اس کی کامیابی کے کتنے فیصد امکانات نظر آتے ہیں اور اس کے مخالفین اس میں کتنے روڑے اٹکا سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : اس بارے میں کوئی قطعی بات کہنا

بہت مشکل ہے۔لیکن میں اس کی کامیابی کے پچاس فیصد چانسز دیکھتا ہوں۔اگر اس وقت دنیا کا کوئی اور ملک چاہے وہ کتنا ہی بڑا ہوتا، یہ منصوبہ شروع کرتا تو میں اس کی کامیابی کو دس فیصد بھی نہ کہتا لیکن چائنہ کی ایک تاریخ ہے۔آپ گزشتہ ساٹھ سالہ تاریخ دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ چائنہ کبھی کوئی کام ناپختہ بنیادوں پر نہیں کرتا۔مثال کے طور پر تائیوان کے مسئلے کو اس نے اپنی زندگی اور موت کا مسئلہ ظاہر کیا۔جس طرح ہم کشمیر کے مسئلے پر کرتے ہیں۔ہم کشمیر کے مسئلے پر تین دفعہ جنگیں لڑ چکے ہیں لیکن ناکام رہے ہیں۔لیکن چائنہ نے تائیوان کے مسئلے کو ہمارے کشمیر کے مسئلے کی نسبت کہیں زیادہ دنیا میں اٹھایا۔لیکن کبھی جنگ کی نوبت نہ آنے دی۔کیونکہ چائنہ یہ سمجھتا تھا کہ اگر وہ کسی جنگ میں انوالو ہوگیا تو جو اقتصادی ترقی کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ رک جائے گا۔لہٰذا سب سے پہلے اس نے یہ کیا کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی قوت بنا اور پھر اس نے یہ بیڑا اٹھایا اور ایسے انداز میں امریکہ کے سامنے رکھا ہے جیسے کوئی بڑی بات ہی نہیں ہے۔حالانکہ یہ امریکہ کی جڑیں کاٹنے والا منصوبہ ہے اور امریکہ اس کو کسی بھی صورت میں ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کرے گا۔مجھے جس بات کا شدید خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ اس منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان کے مفادات پر حملہ کرے گا کیونکہ سی پیک کے حوالے سے اگر پاکستان کے مفادات پر حملہ ہوگا تو اس سے چائنہ کے منصوبوں کو شدید زک پہنچے گی۔

سوال: یعنی آپ کے خیال میں پاکستان میں جاری دہشت گردی میں مزید اضافہ ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: بعض دانشور اس تشویش کا اظہار بھی کر رہے ہیں۔امریکہ اس خطے میں اس بنیاد پر کسی نئی جنگ کا آغاز بھی کرسکتا ہے۔انڈیا کے ایک بہت بڑے جرنلسٹ نے یہ بات کہی ہے کہ میں مستقبل قریب میں انڈیا پاکستان کی جنگ دیکھ رہا ہوں۔معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ جنگ اس بنیاد پر ہوگی کہ انڈیا ممبئی حملوں کی طرز کا کوئی ڈراما رچائے گا،اس کا ملبہ پاکستان پر ڈالا جائے گا اور اس بہانے امریکہ جنگ چھیڑے گا لیکن ٹارگٹ سی پیک اور OBOR کا منصوبہ ہوگا۔لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ چائنہ کو اس نقطہ نظر سے بھی دیکھنا چاہیے کہ پاکستان تو اس پوزیشن میں نہیں ہوگا کہ امریکہ کے حملے کا سامنا کرسکے۔اس لیے چائنہ کو اپنی بھرپوری عسکری قوت کو بھی امریکہ کے مقابلے میں لانا پڑے گا ورنہ یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہوگا۔

سوال: OBOR کی تکمیل کے پاکستان پر کیا اثرات ہوں گے؟ مثبت نتائج کون کون سے ہوں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پاکستان اس وقت بہت زیادہ مقروض ملک ہے،اس کی معیشت انڈر پریشر ہے اور مستقبل کے حوالے سے تمام اشارے بڑے منفی قسم کے ہیں۔یعنی ٹریڈ بیلنس کسی بھی ملک کے ساتھ پاکستان کے حق میں نہیں ہے۔پہلے ہی ہم آئی ایم ایف کے قرضوں کے تلے دبے ہوئے ہیں۔لہٰذا CPEC فوری طور پر ایک مثبت اشارہ اس لیے ہے کہ نہ صرف اس کے ذریعے پاکستان میں انوسٹمنٹ آرہی ہے بلکہ روزگار کی کمی کو پورا کرنے کا موقع بھی ملے گا۔سی پیک کے تحت جو ریل لنک بن رہا ہے وہ کراچی سے پشاور تک ڈبل ہے۔اسی طرح سڑکوں کے چار روٹس بن رہے ہیں،تو ظاہر ہے پاکستان کو اپنی افرادی قوت کو کھپانے کا موقع ملے گا،پاکستان میں

بلوچستان میں بہت سی معدنیات ہیں جن کو exploit کرنے کی ضرورت ہے۔اس پر دوسرے ملکوں کی بھی نظریں ہیں اور چائنہ کی بھی نظریں ہیں۔

چائنہ کی طرف سے انوسٹمنٹ آجائے گی،کچھ آسان قرضے مل جائیں گے تو فوری طور پر اگلے پندرہ سال کے لیے، یعنی 2030ء تک کے لیے پاکستان کی اکانومی کو کچھ سہارا مل جائے گا۔دوسری طرف اسی CPEC میں بہت سے انرجی سیکٹرز بھی شامل ہیں۔ظاہر ہے انڈسٹریل سٹیٹس بنیں گی اور توانائی کی مانگ بڑھے گی۔لہٰذا اسی سی پیک کے تحت یہاں پاور جنریشن کو بہتر کیا جائے گا اور اس میں بھی پاکستان کا فائدہ ہے۔یہ فائدے پاکستان کو 2030ء تک حاصل ہوجائیں گے۔لیکن میرا نہیں خیال کہ اس منصوبے کو پاکستان میں قومی سطح پر سٹڈی کیا گیا ہو کہ اس کے ہمارے لیے لانگ ٹرم فوائد کیا ہوں گے اور لانگ ٹرم نقصانات کیا ہوں گے؟

سوال: پاک چائنہ تعلقات کے ناقدین کا خیال ہے کہ چائنہ کے ساتھ اتنے زیادہ روابط بڑھانا،اور پاکستان میں چائنیز کی اس طرح آمد ایک اور ایسٹ انڈیا کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور یہ بھی خبریں آرہی ہیں کہ چائنیز کو پاکستان میں ویزہ فری انٹری حاصل ہوگی۔ان خدشات کا کیا حل ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ایک استعماریت وہ تھی جو پہلے آئی تھی اور وہ بھی اقتصادیات کے پس منظر میں آئی تھی اور وہ لوگ بھی اپنی چیزیں بیچنے اور خام میٹریل لینے کے لیے آئے تھے۔اب بھی مسئلہ یہ ہے کہ بلوچستان میں بہت سی معدنیات ہیں جن کو exploit کرنے کی ضرورت ہے۔اس پر دوسرے ملکوں کی بھی نظریں ہیں اور چائنہ کی بھی نظریں ہیں۔تو لانگ ٹرم پلاننگ ہمارے ہاں مفقود ہے البتہ فوری فائدے ہیں وہ ہیں جو میں نے گنوا دیے ہیں۔لیکن یہ فائدے محدود مدت کے لیے ہیں۔2030ء کے بعد کا پس منظر کیا ہوگا؟جس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ان کی ثقافت بھی آئی تھی،اسی طرح چائنہ آئے گا تو اس کے اثرات ہماری سول سوسائٹی، ثقافت اور معاشرے پر بھی ہوں گے۔

سوال: کیا OBOR سے پاکستان کو کسی قسم کا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ اگر پہنچ سکتا ہے تو کون سا؟ اور اس سے پاکستان کیسے نبرد آزما ہوسکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بنیادی بات یہ ہے کہ جس برتن میں سوراخ ہو وہ کبھی بھرتا نہیں۔ہمارا سب سے بڑا مسئلہ دیانتداری کا فقدان ہے۔اگر یہ معاملہ ختم نہ ہوا اور ہماری بدیانتی اسی طرح چلتی رہی تو ان منصوبوں کے ساتھ چاہے جتنے بھی ہمارے مفادات وابستہ ہوں وہ ہم حاصل نہیں کر سکیں گے۔لہٰذا سب سے پہلا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ایک دیانتدار قیادت لانی ہوگی۔چائنہ اور ہم تقریباً اکٹھے آزاد ہوئے لیکن فرق دیکھیے کہ چائنہ دنیا کو لیڈ کرنے جا رہا ہے اور ہم پسماندگی کی طرف جا رہے ہیں۔وجہ یہی ہے کہ ہمارے ہاں جو بھی حکمران آئے چاہے وہ سیاسی ہوں یا عسکری انہوں نے کرپشن کی انتہا کر دی۔لہٰذا سب سے پہلے ہمیں اس لوٹ مار کا خاتمہ کرنا ہوگا۔دوسری بات یہ ہے کہ چائنی کلچر اسلامی کلچر کے بالکل متضاد اور متصادم ہے۔ظاہر ہے جب چائنیز آئیں گے تو اپنے ساتھ اپنا کلچر اور تعلیم بھی لائیں گے اور اس طرح وہ مقصد کہیں زیادہ پیچھے چلا جائے گا جس کے لیے ہم نے پاکستان بنایا تھا۔پہلے ہی ہمیں مغربی تہذیب نے جکڑا ہوا تھا، اب آپ نے دیکھا ہوگا کہ چائنی زبان بھی آرہی ہے۔یہ چیزیں اگر اس ملک میں پھیل گئیں تو ان سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت مشکل ہوجائے گا۔

☆☆☆

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

اس تیرگی میں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اصلاح اور فساد، فلاح اور خسران قرآن کی اصطلاحات ہیں۔ مختصراً اگر لب لباب بیان کیا جائے تو اسلام سراپا سلامتی، اصلاح اور فلاح ہے۔ دنیا تا آخرت خیر کی ضمانت ہے۔ کیونکہ خالق کا عطا کردہ پاکیزہ اُجلا نظام حیات ہے۔ ''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔'' (الملک:14) ''حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض لاعلم/بے خبر ہو۔'' (البقرۃ:216) اسلام (شریعت) زندگی کے ہر دائرے میں خیر لاتا، شر اور فساد مٹاتا اور خسارے سے بچاتا بچاتا ہمیں محفوظ و مامون اگلی زندگی میں موت کے دروازے سے داخل کر دیتا ہے۔ ایک فطرت شناس، متوازن، ہم آہنگ طرز حیات! آج زندگی کا ہر دائرہ فساد کی نذر ہے۔ حتیٰ کہ فیشن بھی۔ فساد، زندگی کے کسی شعبے میں توازن، حسن اور اقدار کے درہم برہم کر دینے کا نام ہے۔ فیشن نام ہی زیروزبر کر دینے کا ہے! عورت کے حوالے سے رنگ برنگی، اوٹ پٹانگ برہنگی بھرے فساد کا نام فیشن ہے۔ لڑکوں میں اول جلول حلیے کا نام فیشن ہے۔ پھٹی، بدرنگ بدحلیہ جینز، لنڈا؟ غربت؟ مفلسی؟ جی نہیں، مہنگے داموں فیشن! تازہ ترین ایک لاکھ روپے سے زیادہ کے سپورٹس جوتے جو نہایت بدحال ہیں۔ ان پر کسی جنگلی درندے کے کھائے چبائے کا گمان ہوتا ہے۔ لیکن یہ فیشن ہے! بالکل نئے، زیرو میٹر ہیں! لڑکوں کے سر پر جھاڑ جھنکار بصد مشقت نقصان دہ سپرے چھڑک کر آراستہ، (برخاستہ) کئے گئے کا نام بھی فیشن ہے۔ یہی مؤنث فیشن الجھے بکھرے بالوں کی صورت موجود ہے۔ پی کیپ الٹی پہنی جائے تو یہ فیشن ہے۔ آپ غلط ہیں کیونکہ منہ غلط طرف تلاش کرتے الجھ رہے ہیں۔ فیشن ڈیزائنرز سے لے کر پوری فیشنی صنعت فساد کا شکار ہے۔ یہ منتشر اذہان کے بکھرے الجھے خیالات وتصورات کی علامات ہیں۔ یہ جسد فیشن پر نکلے پھوڑے ہیں جو فساد خون کی طرح فساد فی الروح کی علامات ہیں۔ نیٹ پر نہایت سنجیدہ مہذب معلومات کی تلاش میں اچانک وارد ہو جانے والی پاگل، وحشی، بدتہذیب، خرابیٔ دماغ کی علامت تصاویر/ویڈیوز نوجوان ذہنوں کی قابل رحم حالت کی عکاس ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ آج کا نوجوان ہر اس بات پر جہاں ہم بے ساختہ اناللہ وانا الیہ راجعون o کہتے ہیں۔ وہاں یہ انگریزی کا لفظ Shit یعنی پاخانہ/اجابت (ترجمہ کرنے پر معذرت) بولتے ہیں۔ اور یہ بھی فیشن ہے۔ اجڑے بالوں تلے کا ذہن!

خلل دماغی کا یہ وائرس ہر دائرہ زندگی میں ہے۔ سیاسی زندگی کے فساد سے ہم مسلسل دوچار ہیں۔ مہذب زبان، اعلیٰ اخلاق، قائدانہ اوصاف، تدبر، دیکھنے سننے پڑھنے کو نگاہیں، قلب وذہن ترستا ہے۔ کاروباری فساد، کرپشن، ملاوٹ، جعل سازی، چور بازاری، غریب کے استحصال سے پُر ہیں۔ ثقافتی فساد بصورت فیشن کلچر کے نام پر لچرپن، لہو ولعب، رقص وسرود، عریانی فحاشی کی وبائی شکل میں موجود ہے۔ رمضان آرہا ہے اور دل اس خوف سے بند ہوا جاتا ہے کہ کیا اس سال بھی رمضان کے نام پر میلہ ہائے ہاؤ ہو، نجی چینلوں پر چلائے جائیں گے؟ رمضان کا تقدس کرچی کرچی ہوگا؟ فن کاروں کے جہل کے ہاتھوں اسلام سے کھیلا جائے گا؟ یہ تحقیر وتضحیک دینی شعائر کا تماشا لگائے گی؟ حکومتی ادارے، پیمرا اور کسی زمانے میں ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ کے ماٹو والے بھی خاموش تکا کریں گے کہ یہ ہمارا سافٹ امیج ہے؟ اگر علم طب پر اجارہ داری ڈاکٹرز کی ہے۔ انجینئرنگ پر انجینئرز کی ہے تو علم دین پر ہر کس وناکس کو کھلی چھٹی کیونکر؟ یہ صرف علمائے دین کا حق ہے! اس ایک اصطلاح (Soft Image) نے ہمارے اخلاق، کردار، اقدار نظریات پر جو قیامت ڈھائی ہے...... پناہ بخدا! ہر لچرپن کو یہ نام دے کر ہمیں بدترین گولیاں نگل جانے کی تلقین ہوتی ہے! کرکٹ میں ڈاڑھی والوں نے آکر مزہ کرکرا اور امیج ہارڈ (سخت) کر دیا تھا۔ اب عالمی پہلوانوں اور پہلوانیوں کے اکٹھ سے (منتظمین کے مطابق) یہی امیج کا مسئلہ حل کیا جارہا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ امیج کی یہ ساری بیماری ہمیں ہی کیوں لاحق ہے؟ پوری دنیا میں قاتلوں کے دندناتے، عالمی طاقتوں کے بری، بحری، فضائی جتھے جن کی قتل وغارت گری خونخوار امیج دیتی ہے...... انہیں درشتگی اور نرم تاثر ابھارنے کی ضرورت کیوں نہیں؟ مودی تا اسرائیل۔ امریکہ، روس تا بشارالاسد کا یہ غم کیوں نہیں؟ یہ خود ساختہ مجبوری ہمی نے کیوں لادر کھی ہے؟ شعبان کا مہینہ...... اس کا آخری حصہ جس میں نبی ﷺ، صحابہؓ...... پوری تاریخ میں سلف صالحین رمضان کی روحانی اخلاقی بلندیوں کو پانے، تزکیۂ نفس کی تیاری میں لگ جاتے تھے۔ یہاں اجڈ، برہنہ کشتی کے عالمی ہیرا پھیری، نورا کشتی مقابلوں میں نوجوانوں کو مصروف کیا گیا ہے؟

ہم پہلے ہی اعلیٰ انسانی صفات سے محرومی کے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ ایثار ومروت، پاس انسانیت، پاکیزگی نفس، صبر واستقامت، گفتگو کی شائستگی، ادب آداب، حفظ مراتب، مہربانی وشفقت سبھی کچھ اجنبی ہوتا جارہا ہے۔ ایسے میں گتھم گتھا ملکی سیاست، یہ دست وگریباں امن عالم کے ہاتھوں برپا انتشار ذہنی اور خلل کیا کم تھا کہ حقیقی کشتی (مغربی ذوق کی) ہماری ضرورت بن گئی؟ یاد رہے کہ آج کی دنیا میں کھیل، میڈیا اور عالمی سیاست باہم مربوط ہیں اور بڑی طاقتوں کے ایجنڈوں کے تابع ہیں۔ مسلم دنیا کے نوجوانوں کی بہت بڑی عددی قوت (مغرب میں شرح پیدائش گرنے سے نوجوانوں کی شدید کمی ہے) دشمنوں کی نیندیں اڑاتی ہے۔ سو ان کی توجہات بکھیرنے، اخلاق بگاڑنے، مصروف رکھنے، اپنی شناخت، اپنی عظیم تاریخ کے ورثے سے نابلد بے بہرہ رکھنے کے اہتمام بے شمار ہیں۔ منشیات کا تعلیمی اداروں میں عام کیا جانا، عشق عاشقی (آرٹ کلچر رقص وسرود اختلاط کے ذریعے) کے ذوق ابھارنے، اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کے اہتمام بلاوجہ تو نہیں۔ اسلام تو کجا اب ہم صرف پاکستانی، بحیثیت ایک قوم کے بھی کہیں جھنڈے گاڑنے کے قابل نہیں رہے۔ حالیہ سی ایس ایس کے امتحان میں مایوس کن نتائج قوم کے نوجوانوں کا ایکسرے پیش کر رہے ہیں۔ 9500 سے زائد امیدواروں نے تحریری امتحان دیا

جن میں سے 202 امیدوار کامیاب ہوئے۔ جن میں سے 84 خواتین ہیں ! وجوہات؟ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی ! یادش بخیر چند دہائیاں قبل امریکہ میں قیام کے دوران ہم نے پڑھا کہ خود گوروں نے مخلوط تعلیم کو معیار تعلیم کے لیے قاتل قرار دیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہر سطح پر مخلوط تعلیم لڑکوں پر زیادہ گہرا اثر چھوڑتی اور ان کی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ ہمارے ہاں دن بدن گرتا ہوا معیار تعلیم، بڑھتی ہوئی ہم نصابی سرگرمیاں، امتحانوں اور تعلیمی ادوار میں نازک مراحل پر کبھی کرکٹ میچ، کبھی ورلڈ کپ، اور اب عالمی کشتی باز ! موبائل، سوشل میڈیا کی ہمہ وقت سرگرمی اس پر مستزاد، حد درجے مہنگی تعلیم کے باوجود نتائج ملاحظہ فرمالیجیے۔ ناکامیوں کے نتیجے میں پھر ڈپریشن، منشیات کا استعمال یا خودکشیاں۔ بہت ہی سافٹ امیج بن چکا ہے۔ جہاد سے خائف مغرب نے ہمارا علاج کرلیا!

ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنے کو پھر اخبارات میں رپورٹ ہونے والے اکا دکا واقعات (جو حقیقتاً اس سے کہیں زیادہ ہو رہے ہوتے ہیں) ملاحظہ ہوں! کراچی میں 15 سالہ بچے نے کریم آباد کے ایک فلیٹ کے مالک کے کہنے پر سیڑھیاں دھوئیں۔ جب کام مکمل کر کے مزدوری (25 روپے) مانگی تو اسے گولی ماردی۔ ہسپتال لے جاتے ہوئے بچہ دم توڑ گیا۔ خون خاک نشیناں۔ 25 روپے میں! اسی طرح 14 سالہ ریسٹورنٹ کا ملازم لڑکا، جسے پراٹھا دیر سے لانے پر گولی ماردی۔ ٹانگ پر لگی۔ اللہ نے بچالیا۔ 10 سالہ بچہ۔ 3 ملزمان نے چھوٹی سی غلطی پر کتا چھوڑ دیا۔ شدید زخمی حالت میں ہسپتال لایا گیا۔ کندھ کوٹ میں 12 سالہ بچی پر 7 ملزمان نے قیامت ڈھائی۔ مقامی پولیس نے ملزمان بچانے کے لیے تفتیش میں تشویشناک حد تک دیر کر کے شواہد ضائع کردیئے اور الزام الٹا کمسن بچی پر لادنے کی کوشش کی۔ یہ صرف ایک دن کی خبریں ہیں! (دی نیوز۔ 15 مئی) پھر اس قوم کے نوجوان پھٹی پھٹی جینز اور الجھے کھڑے بال اور ہونق صورتوں، مضحکہ خیز حلیوں والے نہ ہوں تو کیا ہوں؟ ان میں سے بھینسے، موچی نہ برآمد ہوں تو کیا ہوں۔ ٹیلی ویژن پر بھرے رمضان میں یہ اسلام کا حلیہ مسخ کرنے کے مرتکب نہ ہوں تو عجب ہے۔ امریکی ڈالروں پر پلتی معیشت کا زہر ہماری نسلوں کی رگوں میں اتر چکا ہے۔ بھینسے کی غلاظت (شاتم رسول بلاگر) پر مبنی چند صفحات کسی نے ارسال کردیئے۔ جس سے اب تک نظریں چرائیں (کیونکہ سلمان رشدی کا ایک صفحہ جو بہت سال پہلے پڑھا تھا...... وہ روحانی زہر خورانی اب بھی مضطرب کردیتی ہے) وہ سامنے تھا۔ اخلاق و کردار کی گراوٹ، زبان و بیان کی بدترین غلاظت سے متعفن! یہ نوجوان کس گوشت پوست کے بنے ہیں اور ان کی فکری غذا کیا ہے؟ ان کی روح کن جوہڑوں سے سیراب ہوتی ہے؟ کوثر و تسنیم سے دھلی تہذیب کے وارثوں میں یہ دریدہ دہن کہاں سے، کیسے اُگ آئے؟ خاندانوں کے بڑوں، قوم کے دانش وروں، بہی خواہوں، اہل دین و دانش کو سر جوڑ کر سوچنا اور سدباب کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہوجائے...... نہی عن المنکر ...... برائیوں کا منبع بند کرنا اور شرور کو ہاتھ سے روکنا ہوگا۔

اس تیرگی میں ایک دیئے سے شگاف کر
کوئی تو کام تو بھی ہوا کے خلاف کر

☆☆☆

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ندائے خلافت کے بانی اقتدار احمد مرحوم کے نواسے اور حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم چوہنگ کے امیر، محمد فواد سیال وفات پاگئے
(ولی اللہ زاہد: 0300-4010506)

☆ مرکزی ناظم نشر و اشاعت کے معاون محمد رفیق چودھری کے بھائی وفات پاگئے (رابطہ: 0344-1587370)

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے باورچی یوسف عزیز گوندل کی والدہ وفات پاگئیں (رابطہ: 0300-9710137)

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق محمد طیب کی والدہ وفات پاگئیں

☆ سرگودھا غربی کے مبتدی رفیق محمد قائم خان کی اہلیہ وفات پاگئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُم وَارْحَمْھُم وَاَدْخِلْھُم
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُم حِسَابًا یَّسِیْرًا

رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ② نئی کتب

قلبِ قرآن سُورۂ یٰسٓ کی مختصر تشریح
صفحات: 152، قیمت: 130 روپے

خطباتِ سیرت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
صفحات: 196، قیمت: 160 روپے

رمضان المبارک کے دوران دونوں کتابیں 290 کے بجائے صرف 150 روپے میں

خود پڑھیے ...... دوسروں کو تحفہ دیجیے!

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-35869501
maktaba@tanzeem.org

روزہ دار کے لیے آفات

عبدالرزاق کوڈواوی، کراچی

آفات روزہ کا مختصراً تذکرہ کرنے سے پہلے بطور تمہید یہ بات عرض کردوں کہ جس طرح کسی سرسبز وشاداب باغ پر کوئی آفات ارضی وسماوی نازل ہو جاتی ہیں تو وہ تباہ ہو کر رہ جاتا ہے، جس طرح لہلہاتی کھیتی کو کوئی روگ لگ جائے تو وہ جھلس جاتی ہے، جس طرح عالی شان عمارت نظر تغافل یا کسی زلزلہ سے کھنڈر میں تبدیل ہو جاتی ہے، جس طرح ایک صحت مند اور تندرست انسان کسی بیماری کا شکار ہو کر بستر سے لگ جاتا ہے اور موت کے کنارے تک چلا جاتا ہے۔ اسی طرح نیک اعمال و عبادات کے ذریعے معرفت اور قرب خداوندی تک پہنچنے اور حصول تقویٰ و معرفت اور رضائے الٰہی وفلاح اُخروی اور جنت تک پہنچنے کے راستوں میں ان عبادات میں جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اسے ہمارے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے آفات کا نام دیا ہے۔ ان آفات میں بعض جلد اور تیز اثر کرنے والی ہیں اور بعض آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض عقل وذہن کی طرف سے نمودار ہوتی ہیں جبکہ بعض اخلاق وعمل کی طرف سے اور بعض محض سستی وکاہلی اور بے پروائی سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے آفات کے باب میں بڑی تفصیل سے آفات علم، آفات وعظ وتبلیغ وغیرہ کو نصوصِ شرعیہ اور اقوال اکابر علماء کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ عبادات کے نتیجے میں دل کی روحانی دنیا میں پیدا ہونے والی حلاوت ایمانی، مٹھاس اور لذت کی کیفیت کو تباہ وبرباد کرنے والے اعمال کی تشخیص بھی فرمائی اور ان سے بچنے کے لیے تدابیر اور علاج بھی تجویز فرمائے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد آفات روزہ کا تذکرہ نہایت اختصار سے آپ کی خدمت میں اس دعا کے ساتھ رکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان واحتساب اور صحت وتندرستی کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے اور قیام اللیل کی تمام برکات اور فیوضات سے مستفید فرمائے اور ان تمام آفات سے محفوظ فرمائے، جو اس کی برکات کو ختم کرنے والی ہیں۔ پہلے آٹھ آفات کا بیان ہوگا جبکہ اس کے بعد ان کے علاج سے متعلق تفصیل درج کی جائے گی۔ آفات کے تذکرے سے پہلے ایک حدیث پیش کرنا مستفید ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بہت سے روزے دار ایسے ہیں جنہیں سوائے بھوکا اور پیاسا رہنے کہ کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی اور بہت سے شب بیداران ایسے ہیں جنھیں سوائے رات جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالا جائے۔'' پوچھا گیا روزے کا ڈھال ہونا تو سمجھ میں آتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز اسے پھاڑ دیتی ہے؟ فرمایا: ''جھوٹ اور غیبت۔''

1۔ آفات میں پہلی اور بنیادی چیز ریاکاری، دکھلاوا، عجب اور اپنی تعریف سننے کی عادت ہے۔ یہ فتنہ تمام عبادتوں اور نیک اعمال کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ بعض لوگوں میں یہ احساس ہوتا ہے کہ روزہ نہ رکھا تو دینداری کا بھرم کھل جائے گا۔ پڑوس کے روزے داروں کے درمیان نکو بن جاؤں گا یا نفلی روزوں کا کسی نہ کسی انداز سے تذکرہ کرنا کہ روزے کا اظہار ہو جائے۔ ریا شرک خفی ہے اور عجب اور اپنی تعریف سننے کے بارے میں حدیث کے الفاظ ہیں کہ اپنی تعریف سننے کی خواہش انسان کو اندھا اور بہرہ کردیتی ہے اور اسے گہری وادی میں گرادیتی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں صرف وہی عمل قابل قبول ہوگا جو اخلاص پر مبنی ہو۔ خوبصورت سے خوبصورت اور بڑے سے بڑے عمل اور عبادت کا کوئی ثمر، اجر انسان کو نہیں مل سکتا اگر وہ اخلاص کے ساتھ نہ کیا جائے۔ چنانچہ پوری زندگی میں اخلاص لازمی ہے۔ بندہ دل کی گہرائی سے اعلان کردے کہ: ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o﴾ (الانعام:162) (ترجمہ) ''بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا (اور اس درمیان میں جو 60،70 سال کی زندگی پنہاں ہے) وہ اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

ایک بزرگ نے بڑی پیاری بات فرمائی ہے کہ ''جب انسان میں خلوص اور استقامت کے پَر لگ جائیں تو وہ عرش الٰہی تک جا پہنچتا ہے اور جب انسان میں ریاکاری، نام ونمود نمائش اور اپنی تعریف سننے کی بیماری کے پَر لگ جائیں تو وہ اسے جہنم کی گہری وادی تک پہنچا دیتی ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

2۔ دوسری آفت غصہ اور طبیعت کا اشتعال ہے۔ بھوک اور پیاس کی شدت میں انسان کا غصہ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات بندہ چائے، پان، سگریٹ کا باقاعدہ عادی ہوتا ہے اور 12، 13 گھنٹے کا پرہیز اس کی طبیعت میں غصہ پیدا کرتا ہے اور اس کے روزے کی برکات کو برباد کردیتا ہے۔

3۔ روزے کی تیسری آفت دل بہلانے والی چیزوں کی رغبت ہے۔ یہ روزے کی عام آفت ہے جن بندگان خدا کی ذہنی تربیت نہیں ہوتی اور جو کھانے پینے اور زندگی کی بعض دوسری دلچسپیوں سے علیحدگی کو ایک محرومی سمجھتے ہیں اور اس وجہ سے ان کا دن کاٹنا مشکل ہو جاتا ہے تو وہ دل بہلانے والے اعمال میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ کوئی فیس بک پر وقت ضائع کرتا ہے، کوئی تاش کھیلنے لگ جاتا ہے، تو کوئی ناول اور ڈرامے وافسانے کے مطالعے میں وقت برباد کرتا ہے۔ یا کچھ نہیں تو دوستوں میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا شروع کردیتا ہے۔ بعض من چلے موویز اور فلم دیکھنے اور اپنے گھر کو ٹی وی کے ذریعہ سینما بنا کر وقت اور روزہ دونوں کو برباد کرتے ہیں۔

4۔ چوتھی بہت بڑی آفت جھوٹ اور غیبت ہے اور زبان کا غلط استعمال ہے۔ گویا ایک مسلمان روزہ رکھ کر حالت روزہ میں اللہ کی لعنت کا مستحق بھی بنتا ہے اور حلال پاک اور طیب کھانوں اور مشروبات سے پرہیز کر کے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا شروع کردیتا ہے۔

5۔ پانچویں بڑی آفت بدنظری ہے۔ مخلوط سوسائٹی، مخلوط نظام تعلیم، مخلوط دفتری اور کاروباری معاملات اور اس کے بعد کپڑا بیچنے اور بنانے والی بڑی بڑی انڈسٹریز اور کارخانے پہلے غیرت کو بیچتے ہیں، پھر کپڑا بیچتے ہیں۔ فحاشی اور عریانی کی انتہا ہے۔ بدنظری کے قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے 14 کے قریب نقصانات بیان کیے ہیں۔

روزے کی حالت میں بدنظری کرنے والا نحوست میں مبتلا ہو جاتا ہے اور امانت میں خیانت کرنے والا بن جاتا ہے۔ شیطان کے تیروں اور حملوں میں سب سے موثر

یہ تیر ہے۔ سورۃ المومن کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور دل کے رازوں سے باخبر ہے۔ بدنظری کی آفت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ حلاوت ایمانی، مٹھاس اور لذت ایمان کو سلب کر لیتی ہے اور روزے کے تمام باطنی اسباب تقرب الٰہی کو برباد کرنے کا سبب بنتی ہے۔

6۔ اہم آفت لذتوں اور چٹخاروں کا شوق ہے۔ انسان کو روزے کی حالت میں طرح طرح کے کھانوں کا شوق ہوتا ہے اور رمضان میں مومن کا رزق بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ سحری اور افطار میں دسترخوان سجے ہوتے ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا لیکن حدِ اعتدال سے تجاوز کرنا اور ان لذتوں اور چٹخاروں میں مبتلا ہونا، بندے کی روحانی ترقی سے میل نہیں کھاتا۔

7۔ ساتویں آفت عید کی خریداری میں وقت کا ضیاع ہے۔ دورانِ روزہ بازاروں میں گھومنا، اسی طرح رمضان کی راتوں کو بازاروں میں خریداری اور تفریحات کی نذر کر دینا بالخصوص آخری عشرے کی طاق راتوں کو بھی ضائع کر دینا بہت ہی گھاٹے کا سودا ہے۔

8۔ آٹھویں آفت افطاری کی خریداری اور عید وغیرہ کی خریداری میں نمازوں کو ضائع کرنا ہے۔

ان آفات سے بچنے کا علاج:

1۔ یقین کی کیفیت کے ساتھ یہ عزم اور مصمم ارادہ کریں کہ مجھے اس آنے والے رمضان سے پورا استفادہ کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ میری زندگی کا آخری رمضان ہو۔ مجھے ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان گزار کر مغفرت کروانی ہے۔

2۔ جس حد تک ممکن ہو باوضو رہا جائے اور اپنے اوقات کو تلاوت وترجمہ قرآن، ذکر الٰہی، کلمہ طیبہ، استغفار اور درود شریف میں گزارنے کی کوشش کی جائے۔ اسی طرح دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں بھرپور شرکت کی جائے اور خود بھی پوری طرح مستفید ہوا جائے اور دوسروں کو بھی شرکت کی دعوت دی جائے۔

3۔ رمضان میں خاص طور پر تنظیم کے رفقاء دعوت وتبلیغ کا کام بندگانِ خدا کو دین کی دعوت قرآن اور گنبد خضراء کے مکین کے دامن سے جوڑنے کے لیے بھرپور محنت کریں۔ رمضان میں زمین بڑی زرخیز ہوتی ہے اور قلوب نرم ہوتے ہیں، اس عظیم نعمت سے فائدہ اٹھایا جائے۔

4۔ یہ صبر کا مہینہ ہے، غصہ اور اشتعال کو اپنے پاس نہ آنے دیا جائے اور تصوّر کیا جائے کہ یہ حرام ہے اور مجھے اس سے بچنا ہے۔

5۔ اپنے آپ کو فلاحی کام اور خدمت خلق کے کاموں میں مصروف رکھا جائے کہ یہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کا مہینہ ہے۔

6۔ زبان کی حفاظت اور اسے جھوٹ، غیبت، چغلی، گالم گلوچ سے بچایا جائے۔

7۔ نگاہ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے اور مخلوط محافل سے اجتناب بھی کیا جائے۔

8۔ زیادہ وقت دعاؤں میں گزارا جائے یہ مومن کا ہتھیار آسمان وزمین کا نور اور عبادت کا مغز ہے اور رمضان المبارک کا تو ایک ایک لمحہ ہی قبولیت دعا کا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں روزہ اور دیگر عبادتوں کی تمام آفات سے محفوظ رکھے اور خلوص واستقامت کے ساتھ تمام فرائض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہمیں علم کے موتی بکھیرنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے اور بندگانِ خدا کو ان پروگراموں میں شرکت اور استفادہ کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔

اس پوری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1۔ روزے کے تمام آداب وشرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے آفاتِ روزہ سے بچا جائے جو اس کی کیفیات کو برباد کرنے والی ہیں۔

2۔ اپنی پوری زندگی اور بالخصوص رمضان المبارک میں تمام اعمال اخلاص کی کیفیت حصول تقویٰ اور فلاح اُخروی کی نیت سے کیے جائیں۔

3۔ ذکر الٰہی، دعا، توبہ اور استغفار کو اپنی پوری زندگی کا معمول بنایا جائے۔

رفقاء سے ایک اور درخواست: اہل خانہ اور ساتھیوں نے بھی توجہ دلائی ہے کہ رات کو دورہ ترجمہ قرآن کے بعد سو جانا اور سحری کے وقت دسترخوان پر بیٹھ جانا اور نماز ومناجات کے اہتمام میں کوتاہی کرنا مناسب نہیں ہے۔ بعض رفقاء جلدی جلدی 2،4 رکعات تہجد پڑھ لیتے ہیں۔ یہ لحات انتہائی قیمتی ہوتے ہیں، خاص طور پر اللہ سے مانگنا اور گڑگڑانا چاہیے اور ان قیمتی لحات سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔ اللہ ہمیں حقیقی ایمانی کیفیت کے ساتھ اور مکمل صحت اور تندرستی کے ساتھ رمضان گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ملک بھر میں دورہ ترجمہ قرآن کرنے والے مدرسین کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین!

بقیہ: اداریہ

کے خلاف کسی اقدام کا حصہ نہیں بنیں گے۔ حرمین الشریفین کی حفاظت ہماری دینی ذمہ داری ہے، اس سے ہم کسی صورت نہیں چوک سکتے۔ اور اُس کو کسی قسم کی گزند پہنچانے کی کوشش کو ناکام بنانا ہمارے لیے پاکستان کے تحفظ سے زیادہ اہم ہے۔ لیکن ہم کسی ایک اسلامی ملک کی دوسرے اسلامی ملک پر جارحیت کی مذمت کریں گے۔ اور اُس کا حصہ نہیں بنیں گے۔ درحقیقت امریکہ کے عزائم واضح ہیں وہ اہل سنت اور اہل تشیع کو ایک دوسرے سے لڑا کر مسلمانوں کو ہر طرح سے کمزور کرنا چاہتا ہے۔ وہ حقیقت میں نہ ایران کا دشمن ہے اور نہ سعودی عرب کا دوست ہے۔ اگر ہم قرآن پاک پر غور کریں اور اُس کے اوامر ونواہی کی پیروی میں طرز زندگی گزاریں تو اس ذلت اور نکبت سے بچ سکتے ہیں جو آج ہم پر مسلط ہے۔ اللہ رب العزت سورۃ المائدہ آیت نمبر 51 میں فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہو گا، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

آخر ہمارے حکمران کیوں نہیں سمجھتے کہ ہمارا دین ہی ہماری اصلی، حقیقی اور آخری پناہ گاہ ہے۔ ہر حکمران کی حکمرانی صرف اُس وقت تک ہے جب تک اللہ چاہے گا۔ ساری دنیوی قوتیں آپ سے حکمرانی نہیں چھین سکتیں اگر اللہ نہ چاہے اور اسی طرح اس کے چاہے بغیر کوئی حکمران رہ بھی نہیں سکتا۔ کُل عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔ لہٰذا عزت اُسی کے توسط سے ملے گی۔ عربوں کے وہ آباء واجداد جو امریکی سہارے پر پچاس ساٹھ سال پہلے حکمران تھے آج کہاں ہیں؟ وہیں سب کو جانا ہے۔ امریکہ خود اس انجام سے نہیں بچ سکتا، کسی کو کیا بچائے گا؟ بہرحال اِس کانفرنس میں امریکی رول کو دیکھتے ہوئے ہم جیسے بے بس مسلمانوں کا فوری ردّعمل ہوگا۔ ''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔'' ہمارے عرب اور دوسرے مسلمان حکمران بُرا تو مانیں گے لیکن ہم حق کہے بغیر نہیں رہیں گے۔ دنیوی حکومت اور انسانی زندگی کا فنا ہونا تو سب مانتے ہیں اگر اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی جاری رہی تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ آخرت، جہاں نہ ختم ہونے والی زندگی شروع ہوگی وہ بھی تباہ و برباد ہو جائے گی۔ چار سو بلین ڈالر کا بھتہ اقتدار میں چند دن کا اضافہ کر سکتا ہے، روزِ قیامت تو ساری دنیا کی دولت بھی دائمی عذاب سے نجات نہ دلا سکے گی۔

محمد فواد..... خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود!

محمد رشید ارشد

اتوار 21 مئی کو میرے بھانجے محمد فواد نے ساڑھے 37 برس کی عمر میں اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا۔ دین کی خدمت اور تعلیم و تعلّم کے حوالے سے مرحوم کی لگن اور بے قراری قابلِ تقلید تھی۔ ہفتے کی شام کو اس کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک گرنے پر اسے ایک قریبی ہسپتال کے آئی سی یو میں داخل کرایا گیا۔ میں اور دوسرے عزیز و اقارب خبر سنتے ہی ہسپتال پہنچے۔ رات بھر مختلف طریقوں سے اس کا بلڈ پریشر کنٹرول کرنے کی تدبیریں کی جاتی رہیں۔ اگلے روز، تقریباً سوا ایک بجے میں نے اپنے بہنوئی، ولی اللہ زاہد صاحب سے محمد فواد کی خیریت دریافت کی، انہوں نے بتایا کہ حالت بدستور خراب ہے، صبح سے دو ڈاکٹروں نے چیک کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ صورت حال critical ہے۔ لگ بھگ دس منٹ بعد زاہد بھائی کا فون آیا اور انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں یہ روح فرسا خبر سنائی کہ محمد فواد اللہ کے پاس چلا گیا ہے۔ عربی زبان کی یہ عبارت: عاش سعیدًا ومات شهیدًا۔ کہ سعادت کی زندگی جیا اور شہادت کی موت مرا، مرحوم پر صادق آتی ہے۔ مرحوم آنتوں کے کینسر میں دنیا سے گیا اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق پیٹ کی بیماری سے مرنے والا آخرت میں شہید شمار ہوگا۔

دینی اوصاف کے حوالے سے مرحوم کو دو بڑی شخصیتوں سے نسبی تعلق تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ سے دوطرفہ تعلق تھا، کہ اس کے والد ڈاکٹر صاحب کے بھانجے اور والدہ بھتیجی ہیں۔ دوسری بڑی شخصیت اللہ بخش سیال رحمہ اللہ کی ہے جو مرحوم کے دادا تھے۔ ہمارے سیال پھوپھا بھی ایک غیر معمولی شخصیت تھے، دین کے لیے محنت، قربانی اور انفاق کا مجسمہ۔ خاصی معقول آمدنی کے باوجود جیسی زاہدانہ زندگی انہوں نے گزاری اس کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

محمد فواد نے دنیاوی تعلیم بھی اچھی سطح پر حاصل کی اور فنی اعتبار سے وہ اپنے کام میں عمدہ مہارت رکھتا تھا۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے شوق سے اس نے روایتی دینی تعلیم بھی بہت محنت سے حاصل کی۔ مروّجہ درسِ نظامی کی وہ تقریباً تکمیل کر چکا تھا۔ اس نے اپنے دن کا ابتدائی نصف حصہ دینی تعلیم و تعلّم کے لیے خاص کر رکھا تھا۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پھوپھا سیال کا فیضان تھا۔ مرحوم اس بات پر بہت زور دیتے تھے کہ تم لوگ دین کو کتنا وقت دیتے ہو۔ مجھ سے بھی پوچھتے رہتے تھے کہ دینی تعلیم تعلّم میں کتنا وقت صرف کرتے ہو؟ محمد فواد نے تنظیم اسلامی میں بھی مختلف ذمہ داریاں ادا کیں اور بہت کم عمری میں تنظیم کی مرکزی شوریٰ کا رکن بھی بنا۔ قرآن اکیڈمی کے رجوع الی القرآن کورس، کلیۃ القرآن اور جامعہ رحمانیہ میں مختلف مضامین کی تدریس کرتا رہا۔ مدیر ''ایقاظ'' جناب حامد کمال الدین سے بھی کافی استفادہ کیا۔ عام طور پر دینی تعلیم پانے والے افراد کے بارے میں یہ تاثر ہوتا ہے کہ ان کے ہاں یبوست اور خشکی راہ پا جاتی ہے۔ مرحوم اس لحاظ سے بھی مثالی شخصیت کا حامل تھا کہ بہت خوش مزاج اور اپنے شاگردوں میں گھلنے ملنے والا تھا۔ مرحوم کے جنازے میں اس کے بیسیوں شاگرد اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ انتقال سے چار دن پہلے استاد محترم احمد جاوید کے ساتھ مرحوم کی عیادت کی۔ اسی دن آخری مرتبہ chemo لگی تھی۔ طبیعت بہت زیادہ نڈھال تھی۔ محمد اس دن مجھے انسانی بے بسی کا مجسمہ محسوس ہوا۔ جاوید صاحب آدھ گھنٹے سے زیادہ بیٹھے رہے۔ محمد اس قدر کمزور اور نڈھال تھا کہ ان سے ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا۔ جاوید صاحب نے رخصت ہوتے ہوئے کافی دیر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا، ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی روشن آنکھیں ان سے کچھ کہہ رہی ہیں لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا۔

پچھلے سال فروری مارچ سے اس کو پیٹ میں تکلیف کی شکایت رہی۔ ابتدائی تشخیص میں ٹی بی کا علاج ہوتا رہا لیکن افاقہ نہ ہوا اور تکلیف بڑھتی رہی۔ دسمبر میں بائیوپسی کے نتیجے میں کینسر diagnose ہوا۔ ابتدائی کیموتھراپی میں طبیعت میں کچھ بہتری کے آثار پیدا ہوئے لیکن کچھ عرصے سے معدہ کوئی غذا قبول نہیں کر رہا تھا۔ اپریل کے اواخر میں سی ٹی سکین ہوا جس کی رپورٹ بہت مایوسی پیدا کرنے والی تھی۔ بہرحال تقریباً سوا سال کی بیماری کاٹ کر مرحوم اپنے رب سے جا ملا۔ ہمارے پورے خاندان کے لیے یہ ایک بڑا صدمہ ہے۔ مرحوم کے پانچ چھوٹے بچے ہیں جن کے بارے میں امید ہے کہ سورۃ کہف کی اس آیت کے مصداق ﴿وکان ابوھما صالحا﴾ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خیر اور سہولت کا معاملہ کریں گے۔ مرحوم کی اس بیماری کے دوران بہت لوگوں نے اس کی خبرگیری اور دیکھ بھال میں حصہ ڈالا، جس میں اس کی والدہ، بھائی، سسر اور تایا عبید اللہ عابد بھائی، اور دوسرے عزیز بھی شامل ہیں، سب سے بڑھ کر مرحوم کی اہلیہ۔ لیکن میں خاص طور پر اپنے بہنوئی ولی اللہ زاہد کا تذکرہ کرنا چاہوں گا۔ آج سے 30 برس پہلے انہوں نے محمد فواد سمیت پانچ یتیم بچوں کی کفالت کی ذمہ داری اٹھائی اور بہت خوبی سے ان کی تمام ضرورتوں کو پورا کیا۔ محمد فواد نے جو فیصلہ بھی دین کی خدمت کے حوالے سے کیا ہمیشہ اس کا ساتھ دیا۔ لیکن اس بیماری کے دوران تو گویا انہوں نے اپنے آپ کو بالکل ہلکان کر ڈالا۔ جس طرح زاہد بھائی نے مرحوم کی دیکھ بھال میں اپنے آپ کو کھپایا وہ فی زمانہ ایک نادر بات ہے۔ اور یہ سب انہوں نے ماتھے پر کسی شکن کے بغیر کیا۔ اس بات میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہیں کہ اتنا تو کوئی اپنی سگی اولاد کے لیے بھی نہیں کرتا جتنا انہوں نے محمد کے معاملے میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا پورا اجر دے۔ آمین! ہماری بہن کے لیے بھی یہ ایک غیر معمولی صدمہ ہے۔ امید ہے کہ مرحوم اپنے والدین کے لیے شافع اور مشفع بنے گا۔ کچھ لوگوں کے جنازے میں معلوم نہیں کیوں دل چاہتا ہے کہ وہ دعا پڑھی جائے جو اللہ کے رسول ﷺ نے نابالغ بچوں کی بابت تلقین کی ہے: اللھم اجعلہ لنا فرطاً وسلفاً وذخراً وشفیعاً۔ ان شاء اللہ محمد فواد بھی ایک نفسِ زکیہ تھا اور ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے متعلقین کے لیے شفیع بنائے گا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را!

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی کے زیراہتمام دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین کے پروگرام

حلقہ کراچی جنوبی دورہ ترجمہ قرآن

مقام	مدرس	برائے رابطہ
الحمد گارڈن، سیکٹر B-35، بالمقابل اولیس شہید پارک، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4 ☆	حافظ انجینئر عمیر انور	0323-2162163
راج محل لان، متصل چنیوٹ ہسپتال، مین روڈ، کورنگی نمبر ڈھائی ☆	عامر خان	0300-2725894
قرآن مرکز لانڈھی، پلاٹ نمبر 861، ایریا D/37، نزد رضوان سوئینس، بابر مارکیٹ، لانڈھی نمبر 2 ☆	محمد نعمان	0321-3580365
گلستان انیس کلب، بل پارک چورنگی، شہید ملت روڈ ☆	انجینئر نعمان اختر	0321-9221929
VIP بلدیہ لان، بلدیہ ٹاؤن، سیکٹر 4/A، یوسی 4، سعید آباد ☆	ڈاکٹر محمد الیاس	0345-2472721
ہما لان، نزد جنگ اخبار بلڈنگ وشاہین کمپلیکس، آئی آئی چندریگر روڈ ☆	محمد ہاشم	0333-3870773
مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، اسٹریٹ 34، خیابانِ راحت، ڈیفنس فیز 6 ☆	شجاع الدین شیخ	0333-3391020
10C، کمرشل اسٹریٹ 13، ڈیفنس فیز 2 ایکسٹینشن ☆	عاطف اسلم	021-35380450

حلقہ کراچی جنوبی خلاصہ مضامین قرآن

مقام	مدرس	برائے رابطہ
ریڈیسن میرج لان، نزد کے پی ٹی فلائی اوور، قیوم آباد چورنگی، ڈیفنس ویو فیز 7 ایکسٹینشن ☆	عبید احمد	0300-2321278
سیفرون میرج لان، نزد گلف شاپنگ سینٹر تین تلوار، مین کلفٹن روڈ ☆	محمد رضوان	0300-2555155
مکان نمبر 4، 10th زمزمہ سٹریٹ فیز 5 ڈیفنس کراچی ☆	سہیل احمد	0300-2027733

حلقہ حیدر آباد

مقام	مدرس	برائے رابطہ
مسجد جامع القرآن، گلشن سحر، قاسم آباد، حیدر آباد ☆	شفیع محمد لاکھو	0333-2608043
قرآن مرکز، نزد ہوٹل سٹی گیٹ، سوئی گیس آفس کے سامنے، ہیرآباد، حیدر آباد ☆	اسلم دھنانی	0300-3042960
مرینا بینکوئٹ، نزد ماجی ہسپتال، یونٹ نمبر 8 لطیف آباد حیدر آباد ☆	راشد حسین	03009375808
دی انٹیلیجنس سکول، جامشورو B#A-207 سندھ یونیورسٹی، امپلائیز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، جامشورو فیز 1 ☆	عثمان بٹ	0300-2115678

حلقہ مالاکنڈ

مقام	مدرس	برائے رابطہ
جامع مسجد رحمٰن آباد، خیمہ، تیمر گرہ	محمد فہیم خان	0346-0513376
مسجد سلمان فارسیؓ، سعید آباد چکدرہ	ممتاز بخت	//
توحید آباد، ملا کلے، باجوڑ	شاہد لطیف	//
جامع مسجد محلہ گنبد، بٹ خیلہ	محمد امین سواتی	//
مسجد بلال، کرکنی خار، بٹ خیلہ	قاری شاہ زرین	//

حلقہ سکھر

مقام	مدرس	برائے رابطہ
B/3 پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر	حافظ ثناء اللہ گبول	071-5807281
جامع مسجد شاہ پنجو، ضلع دادو	احمد صادق سومرو	0345-5255100
IBA جامع مسجد، ائیرپورٹ روڈ، سکھر	حافظ محمد خالد شفیع	0302-3137718

حلقہ فیصل آباد

مقام	مدرس	برائے رابطہ
مسجد قباء شاہ کوٹ، ضلع ننکانہ	ڈاکٹر غلام دستگیر	0321-7642815
رہائش گاہ ڈاکٹر حیات صاحب، گلی نمبر 5 محلہ اقبال پورہ، سانگلہ ہل	بذریعہ ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ	0333-8314547
جامع مسجد، طوبیٰ، ٹوبہ	پروفیسر خلیل الرحمٰن	0334-6275081
جامع مسجد عبید اللہ، محلہ سلطان والا، جھنگ صدر		0333-6729758
قرآن اکیڈمی، لالہ زار کالونی 2، ٹوبہ روڈ، جھنگ صدر		0333-6729758
لامیر ہاؤس، گوجرہ روڈ، ریلوے پھاٹک، جھنگ صدر		0333-6729758
قرآن اکیڈمی، سعید کالونی، فیصل آباد ☆	ڈاکٹر عبد السمیع	0333-6535344
الجنت مسجد اہل حدیث، گلی نمبر 13 عبداللہ کالونی، سمندری روڈ، فیصل آباد	انجینئر رشید عمر	0345-7708716
جرائیل مسجد، کینال پارک، vip بلاک، فیصل آباد	ڈاکٹر خالد محمود	0300-9655699
مسجد صدیق اکبرؓ، گرین ٹاؤن، نزد وائٹ روز سکول، فیصل آباد ☆	ڈاکٹر نعیم الرحمٰن	0332-6754803
اتفاق مسجد، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد ☆	سید کفیل احمد ہاشمی	0321-6698832
امام علی لائبریری، جامعہ چشتیہ چوک، فیصل آباد	عدنان نوشیر	0321-7988770
حسن مسجد، کینال روڈ، نزد ڈریٹ بیکری، فیصل آباد	عتیق الرحمٰن	0300-9652069
رحمٰن مسجد، جھمرہ روڈ، منصور آباد، فیصل آباد	ڈاکٹر جہانزیب	0300-7997862
حمید پیلس، بٹالہ کالونی، فیصل آباد ☆	انجینئر فیضان حسن	0321-9138000
الائیڈ سکول علی ٹاؤن، باواچک سرگودھا روڈ، فیصل آباد	نعمان اصغر	0301-7179119
جامع مسجد، اسماعیل علی گارڈن، رسول پارک، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	عبدالرزاق	0300-2229040
آفس نمبر 33، کوہ نور پلازہ 1، فیصل آباد	بذریعہ ویڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ	0300-6627498

☆والی جگہ پر خواتین کی شرکت کا انتظام ہے

Ten Myths About Israel: Genocide and Racism Unmasked

By Irwin Jerome

Is Israel and its infamous Wall of Separation representative of a modern evolving democratic state, based upon Biblical principles and teachings, as applied towards the original indigenous Palestinian peoples of Palestine, or is it an example of yet another ethnic-cleansing, apartheid state, possessive of the same genocidal-racist tendencies as those 19th century colonial-imperialistic powers – like the United States, Canada, Australia and South Africa – who also once invaded and committed wholesale destruction of other ancient indigenous peoples entire ways of life; sweeping their survivors aside onto reservations, reserves and Bantustan-type compounds to be ultimately ignored and forgotten?

Professor Ilan Pappe, one of Israel's most radical dissident historians, who now teaches and writes in exile, amply answers these questions in his latest book Ten Myths About Israel. A mere 148 pages long, this historical masterpiece reads more like a voluminous epic that eloquently offers up a clear, concise, arguably-undisputable, record of the true indigenous history of Palestine, the Palestinians and their ethnic-cleansing at the hands of the Jews ever since the Nakbah in 1948. The Nakbah a time when: 700,000 Palestinian Arabs were violently expelled; 400 to 600 of their villages sacked and destroyed; with eleven of their twelve major towns destroyed that virtually extinguished the urban life of Palestine. To the Israeli people it is celebrated as the time of their Declaration of Independence. But to the Palestinian Arabs it is simply known as the Time of the Catastrophe; which, 50 years later, in 2008, ultimately led to the Gaza War and Israel's Operation Cast Lead that killed a further 1,400 Palestinians, 926 of which were unarmed civilians, and then again, in 2012, during Israel's Operation Pillar of Cloud, when another 174 Palestinian's were killed, 107 of which were innocent civilians; later to be followed by Israel's Operation Protective Edge that further killed another 2300 Gazans, 1492 of them civilians, 551 of which were children and 209 woman, with the wounded numbering over 10,000, among which were 3,371 children, which also destroyed some 17,000 homes and partially destroyed another 30,000 homes.

Such facts and figures to be gleaned from Pappe's writings, and what caused them, affords the world with a seminal platform for the 21st century from which to simultaneously look backwards and forwards towards the true historical origins and identity of not only Israel and Zionism towards the indigenous Arab peoples of modern Eretz Israel, but also the similar contemporary state of many other longer-standing colonial-imperialistic powers in the world and their own treatment of the indigenous peoples in their midst, whose ancient homelands and natural resources continue to be coveted by these world powers for their own empire-building pursuits.

Avi Shlaim of the Guardian declares Ilan Pappe to be "one of the few Israeli students of the conflict in Palestine who writes about the Palestinian side of the story with real knowledge and empathy"; while the New Statesman deems Pappe to be, "Along with Edward Said, the most eloquent writer of Palestinian history" John Pilger, the acclaimed Australian writer-journalist further calls Pappe, "Israel's bravest, most principled, most incisive historian."; while this writer sees Professor Pappe as more like Israel's own I.F. Stone or Howard Zinn, who dares to expose and elucidate upon the dark underbelly of Israel's sordid history that few others ever dare to touch upon."

To this end, whatever one's take, Ten Myths About Israel goes a long way to dispel all the disinformation, misinformation and mythology that daily is propagated by the corporate media's spin doctors who would have the world's masses continue to forever adhere to such false beliefs as: "Palestine Was An Empty Land"; The Jews Were a People Without a Land":"Zionism is Judaism":

Zionism Is Not Colonialism"; "The Palestinians Voluntarily Left Their Homelands in 1948"; "The June 1967 War Was a War of No Choice"; "Israel is the Only Democracy in the Middle East"; "The Oslo Accord of 1993 Was/Is a Genuine Peace Process"; "The Palestinians Second Intifada of the 1980's Began a Terrorist Movement Against Israel", and finally: "The Victory of Hamas in the election of 2006 Began a Terrorist Movement Against Israel".

Students of Western Civilization, knowledgeable of the similar genocidal policies and mythologies perpetrated in countries like the United States, Canada, Britain Australia and South Africa against their own indigenous peoples – who have also borne the brunt of Western imperialism and suffered the same loss of self-determination, nationhood independence and the "Right To Return & Reclaim Their Ancestral Heritage" – will at once recognize in Pappe's writings the same cultural patterns that repeat themselves in modern-day Israel.

Long after the point of fact when whatever indigenous peoples have finally been conquered and stripped of most if not all of their former homelands and natural resources, whomever the invader-aggressor may be always finally gets around to making the same predictable response. No matter how much wholesale destruction, rape, murder, assassinations and massacres may have been committed against the indigenous peoples in question, once all the mayhem has settled and the issue an all but moot point, the perpetrators in their magnanimity find it in themselves to speak out in favor of "acts of reconciliation", public declarations of "I'm Sorry", and calls for "Reparations". Yet too often, though even well-intended, to many on the receiving end such words have the hollow ring of tokenism to them. Yet even here, by the many unresolved issues that Pappe raises about the Israeli government's racist attitudes towards Palestinian Arabs and denial of any culpability for their woeful plight, even such words of apology still seem a very long way from ever happening.

But as Pappe clearly points out, the bright side is that the existing Civil Society among both the Israeli and Palestinian peoples unabatedly do speak out about what their political leadership too often continues to deny, ignore or neglect to place at the center of their national agenda. They know, too, that in spite of whatever reticence exists among many to ever speak out, the majority of Jews in Israel and Arabs in Palestine already know exactly what has been happening every day on the ground for many decades since 1948. They are not, as Pappe pointedly declares, "deaf to all the cries, pain and devastation of those killed, raped or wounded throughout 1948….arrested and imprisoned in the 1950's….massacred in the village of Kafir Qasim in 1956…..or when citizens of the state were murdered by the army just because they were Palestinians….They know about the war crimes committed throughout the 1967 War and callous bombings of refugee camps in 1982….They have not forgotten the physical abuse meted out to Palestinian youth in the occupied territories in the 1980's and afterwards….Israel Jews are not deaf and can still today hear the voices of the military officers ordering the execution of innocent people and the laughter of the soldiers standing by and watching….They are also not blind. They have seen the remains of the 531 destroyed villages and the ruined neighborhoods…… They see what every Israeli can see but for the most part chooses not to…..the remnants of villages under the houses of the Kibbutzim and beneath the pine trees of the JNF (Jewish National Fund) forests….They have not forgotten what happened even when the rest of their society has…..Perhaps because of that they understand fully the connection between the 1948 ethnic-cleansing and the events that followed to the present….They also refuse to ignore the obvious connection between the building of the wall and the wider policy of ethnic-cleansing….The expulsions of 1948 and the imprisonments of people within walls today are the inevitable consequences of the same racist ethnic ideology…..Inside and outside Israel, Palestinian NGO's such as BADIC, ADRID and Al-Awada are coordinating their struggles to preserve the memory of 1948 and explain why it is crucial to engage with the events of that year for the sake of the future.

Ilan Pappe's tiny book that speaks to the Ten Myths About Isreal is a blockbuster must-read for every human being in the world who considers themselves to be a member of their own country's Civil Society. Even more so, it's an even more important must-read for every human being who still does not. **Source**: *Global Research*

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.22
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore